قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۴	بابت شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۳ ہجری	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی در زندہ گور بر صدقہ مہیگردد.

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ ہجری جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزسے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۲ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہین جملہ حضرات خریداران کی خدمت رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۲ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور ۲ مین وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت مین نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیاجاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے۔ یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جاویگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے انکی خدمت مین کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے ؛

المرقوم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور مین اوس سے غنی ہون اسکو احمد نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیہقی نے دوسرے الفاظ
مین بیان کیا ہے اوسکی سند قائم نہین ہے اور اسکو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے عبدالواحد
بن زید سے بواسطہ عباد بن لیثی کے روایت کیا ہے کچھ تغیرات سے اور اسکی سند بھی صحیح ہونے کا
دعوی کیا ہے مگر منذری فرماتے ہین کہ صحیح کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ عبدالواحد بن زید متروک ہین
الغرض یہ حدیث بہت سے طریقوں سے مروی ہے اگرچہ کوئی سند اوسکی مرتبہ صحت کو نہیں پہنچی
مگر کثرت طرق سے مرتبہ حسن کو تو ضرور پہنچ گئی ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور قاسم بن مخیمرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے
اوس عمل کو نہیں قبول فرماتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی شرک ہو اسکو ابن جریر طبری نے
مرسل روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہتے ہین جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا آخر زمانہ میں میری امت کے تین فرقہ ہو جائینگے ایک فرقہ اللہ تعالے کی عبادت خالصًا لوجہ اللہ
کریگا اور ایک فرقہ ریا کے واسطے عبادت کریگا۔ اور ایک فرقہ عبادت کر کر لوگوں سے اوسکے معاوضہ
مین روزی طلب کریگا۔ جب پروردگار قیامت کے دن اونکو جمع فرمائینگے اوس شخص سے فرمائینگے
جو لوگون سے روزی مانگتا تھا میری عزت اور جلال کی (قسم) کہا کر کہہ میری عبادت سے تیری کیا غرض
تھی عرض کریگا قسم ہے تیرے عز وجلال کی مین تو لوگون سے لقمہ طلب کرتا تھا اللہ پاک فرمائیں گے
جو کچھ تونے جمع کیا اوس نے تجھکو کچھ نفع نہیں دیا (فرشتونکو حکم ہوگا) لیجاؤ اسکو آگ کی طرف۔ پھر اوس
گروہ کو ارشاد فرمائیگا جو ریا کے واسطے عبادت کرتا تھا۔ میری عزت اور جلال کی قسم تونے میری عبادت
سے کیا غرض مدنظر رکھی تھی عرض کریگا تیرے عز وجلال کی قسم لوگون کو دکہانا (مطلوب تھا) ارشاد
ہوگا میری طرف اوس میں سے کچھ نہیں پہنچا (حکم صادر ہوگا) لیجاؤ اسکو نار جہنم کی طرف۔ پھر اوس سے
ارشاد ہوگا جو خلوص کے ساتھ عبادت کرتا تھا میرے عز وجل کی قسم (کہا کر کہہ) میری عبادت سے تیرا
کیا مطلب تھا عرض کریگا قسم ہے تیرے عز وجلال کی تو اسکو خوب جانتا ہے کہ میں نے اوس عبادت
سے کس کو طلب کیا تھا میرے مدنظر تو صرف تیرا ذکر اور تیری ذات تھی ارشاد ہوگا میرے بندہ نے
سچ عرض کیا لیجاؤ اسکو جنت میں۔ اسکو طبرانی نے اوسط مین نقل کیا ہے عبید بن اسحق عطار کی روایت سے

25

اور باقی سب راوی ثقہ ہین اور بیہقی نے حضرت انس کے موے سے روایت کیا ہے اور موے کا نام نہیں لیا اور مختصر روایت کی ہے۔

اور انہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز کچھ صحیفے مہر شدہ لاتے جائینگے وہ حضور رب العزت مین قائم کئے جائینگے اللہ تبارک وتعالےٰ ارشاد فرمائینگے اسکو ڈالدو اسکو قبول کرو فرشتے عرض کرینگے قسم ہے تیرے عز وجلال کی ہم تو خیر ہی خیر دیکھتے ہین (یعنی پھر کیون بعض قبول کئے جاتے ہیں اور بعض کیون پھینک دیئے جاتے ہیں) اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائینگے یہ میری ذات کے واسطے نہیں تھا اور ہم نہیں قبول فرماتے بجز اسکے جس مین صرف میری ہی ذات مطلوب ہو اسکو بزار اور طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اون میں سے ایک کے راوی صحیح ہیں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

فصل

۲۶　اور ابو علی بنو کاہل کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ سُنایا (اثناء خطبہ مین) فرمایا اے لوگو اس (ریاکے) شرک سے ڈرو۔ (اور مزید احتیاط کرو اسلئے کہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے (یہ سُنکر) حضرت عبد اللہ حزن اور قیس بن المضارب اونکی طرف چلے اور فرمایا کہ یا تو آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اسکی (ذمہ داری سے) نکلین ورنہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائینگے چاہے ہم کو اجازت ہو یا نہو۔ حضرت ابو موسےٰ اشعری نے فرمایا (نہیں) بلکہ مین جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی (ذمہ داری سے) نکلتا ہون ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ سنایا تھا۔ (اوس مین) فرمایا تھا کہ اے لوگو اس شرک سے ڈرو یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے پس جناب سے عرض کیا جس کو خدا نے چاہا کہ عرض کرے اور اس سے ہم کیونکر بچین (اور احتیاط کرین) حالانکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے یا رسول اللہ ارشاد فرمایا یہ دعا کیا کرو اللھم انا نعوذ بک من ان نشرک بک شیئاً نعلمہ ونستغفرک لما لا نعلمہ (ترجمہ) اے اللہ بیشک ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس سے کہ تیرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کریں جسکو ہم جانتے ہوں اور تجھ سے مغفرت چاہتے

ہیں اوس سے جسکو ہم نہ جانتے ہوں۔ اسکو احمد اور طبرانی اور اوسکے راوی ابو علی تک سب معتبر ہیں اور ابن حبان نے ابو یعلے کی توثیق کی ہے اور ابو یعلے نے اسکو حذیفہ سے نقل کیا ہے اور (دعا کے بارہ میں کہا ہے کہ ہر روز تین بار کیا کریں۔

ترغیب دربارہ اتباع قرآن و حدیث

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سُنایا کہ اوس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھیں بہ پڑیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے رخصت کرتے وقت کیا کرتے ہیں آپ ہم کو وصیت کیجئے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ خدا سے ڈرنے کے اور (حاکم کا حکم) سننے اور تابعداری کرنے کے اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حاکم ہو اور یہ کہ جو تم میں سے زندہ رہے گا (امت میں) اختلاف بہت دیکھے گا پس تم چیٹ رہنا میرے طریق اور خلفاء راشدین مہدیین کے طریق کو اور اس پر کچلیاں گڑو لینا (مطلب یہ ہے کہ نہایت پختگی اور استقامت سے میرے طریق کو ہر کام دینی دنیوی میں مضبوط پکڑ لینا اور دین میں نو ایجاد کاموں سے بہت اجتناب کرنا اسواسطے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔

اور ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دردولت سے) ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کیا تم شہادت نہیں دیتے کہ بجز اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں لوگوں نے عرض کیا بیشک۔ فرمایا بیشک یہ قرآن اسکی ایک جانب اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک جانب تمہارے ہاتھ میں ہے پس اسکو مضبوط پکڑ لو اسکے بعد بیشک تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے اور ہرگز ہلاک نہیں ہوگے کبھی۔ اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے پکی سند کے ساتھ۔

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے (حلال) طیب کھایا اور طرق سنت میں عمل کیا اور لوگ اسکے آفات (اور شرارتوں) سے امن میں رہے (یعنی کسیکو ستایا نہیں) ضرور جنت میں داخل ہوگا لوگوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ بیشک ایسے آپکی امت مین آجکل توبہت ہین فرمایا اور قریب ہے میرے بعد کسی قوم
میں ہونگے (یعنی بعد میں کمی کے ساتھ ہونگے سو فی زمانہ گویا مفقود ہیں الاماشاء اللہ) اس حدیث
کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوط پکڑا اسکو سو شہیدوں کا ثواب
ہے اسکو بیہقی نے حسن بن قطیبہ کیواسطے سے اور طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے خاص اسناد کیساتھ
روایت کیا ہے مگر طبرانی نے ایک شہید کا ثواب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سُنایا ارشاد فرمایا شیطان تمہاری زمین میں اس سے تو ناامید ہوگیا
ہے کہ اسکی پرستش کیجائے مگر وہ اسی مین خوش ہے کہ اسکے سوائے ان کاموں مین جنکو تم حقیر
سمجھتے ہو اطاعت کریجائے پس تم کو احتیاط لازم ہے میں تمہارے درمیان مین ایسی چیز چھوڑتا
ہوں کہ اگر اسکا اتباع کرتے رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے خدا کی کتاب اور اسکے نبی کا طریقہ
یعنی قرآن اور حدیث۔ اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین سنت مین میانہ روی بہتر ہے بدعات مین
جدوجہد کرنے سے حاکم نے موقوفا روایت کیا ہے اور شرط شیخین پر صحیح بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوفناک سے
ہمارے پاس اندر سے تشریف لائے فرمانے لگے میری تابعداری کئے جاؤ جبتک میں تمھارے
درمیان مین موجود ہون اور تم خدا کی کتاب قرآن شریف کو لازم پکڑ لو اوسکے حلال کو حلال سمجھو۔
اوسکے حرام کو حرام سمجھو۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی بھی ثقہ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ قرآن شریف شفیع ہے اور اسکی
شفاعت مقبول ہے جو اسکا اتباع کرتا ہے اسکو جنت کی طرف لیجاتا ہے اور جس نے اسکو چھوڑ دیا
یا اس سے روگردانی کی یا کوئی اور کلمہ اسکے مانند فرمایا اوسکی گدی مین نیزہ مار کر دوزخ کی طرف
دھکیلا جائیگا۔ اسکو اسی طرح موقوف حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور حضرت جابر سے مرفوع کرکر

عمدہ اسناد سے روایت کیا ہے۔ ف موقوف کا یہ مطلب ہے کہ صحابی کا قول ہے اور مرفوع کا یہ مطلب ہے کہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

اور عباس بن ربیعہ سے مروی ہے کہتے ہیں مین نے حضرت عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے بیشک میں جانتا ہون تو ایک پتھر ہے نہ کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو مین تجھکو بوسہ نہ دیتا۔ ف سبحان اللہ کیا توحید ہے یعنی مین اس بوسہ دینے مین اس پتھر کی کوئی تعظیم مدنظر نہیں رکھتا اور اسکی تعظیم مجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی بلکہ میرے واسطے منحصر اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے پس اسی طرح جملہ کامون مین مدنظر اگر اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو بیشک وہ عبادت ہے ورنہ وہ سب رائگان ہے بلکہ بعض صورتون میں ایمان سے بھی خارج ہوجائیگا مثلاً اگر مزار اولیا کرام پر اس نیت سے گیا ہے کہ طریق مسنون نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تو عبادت اور مسنون ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ یہ ہم کو کوئی نفع پہنچا دینگے اور اس بنا پر تعظیم کرتا ہے تو اس میں خوف ایمان سے خارج ہونے کا ہے۔ بلکہ حیات بزرگان دین مین بھی اُنسے علاوہ ان اُمیدونکے جو باہمی آدمیوں سے رکھہ سکتے ہین کوئی امید یا بیم رکھے گا یہ عقیدہ بھی کفر ہے اعاذنا اللہ منہ اور رائگان ہونیکی ایسی صورتین ہیں مثلاً انسان اپنی بی بی بچوں پر اگر اپنی اقتضاء محبت سے خرچ کرے اور انکی خدمت کرے رائگان ہے اور اگر اسی مین یہ نیت ہو کہ رب العزت نے انکے حقوق مجھپر فرض کئے ہین ان فرضوں کو ادا کرتا ہون عبادت ہے اور مستحق اجر ہے اور ان دونوں کے آثار جداگانہ ہین اتباع نفس کا اثر یہ ہے کہ جسکی محبت زیادہ ہوگی اسکی زیادہ خدمت کریگا اور جسکی محبت کم ہوگی یا نہ ہوگی اسکی خدمت کم کریگا یا بالکل چھوڑ دیگا اور اگر اتباع کی نظر سے کریگا ہر ایک کے مراتب اور استحقاق کا لحاظ رکھے گا اور جو اپنے جملہ کاروبار دینی و دنیوی مین ایسا ہوگیا اوسی کو مفردون میں سے سمجھنا چاہیئے۔ سبحان اللہ بڑا اعالی مرتبہ ہے رزقنا اللہ و الجمیع المسلمین۔ اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور عروہ ابن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہتے ہین مجھ سے معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے نقل کر کر بیان کیا ہے اونکے والد قرہ کہتے ہین میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ

۲۹

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر جناب سے بیعت کی آپ اوس وقت گریبان کی گھنڈیان کھولے ہوئے تھے مین نے جناب کے قمیص مبارک کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر مہر نبوت کو چھویا عروہ کہتے ہین بس مین نے کبھی معاویہ اور اونکے بیٹے کو سردی گرمی مین نہیں دیکھا بجز گریبان کھلے ہوئے ف یعنی باوجودیکہ حضرت نے عادت کے طور پر اتفاقاً گریبان کھلے دیکھا تھا کچھ یہ امر امور عبادت سے نہ تھا تاہم بھی اسکا ایسا اتباع کیا کہ اونکی نسل تک نے کبھی گریبان کی گھنڈی نہ لگائی پس اصل طریق مین اتباع کا کیا حال ہوگا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

اور زید بن اسلم کہتے ہین مین نے حضرت ابن عمرؓ کو گریبان کھلے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا مین نے اسکا سبب دریافت کیا فرمانے لگے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور مجاہد کہتے ہین کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر مین جا رہے تھے آپ ایک جگہ پر گزرے اوس جگہ سے بچ گئے آپ سے دریافت کیا گیا آپ کیون بچے فرمایا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تہا کہ اس جگہ سے بچے تھے مین نے بھی ایسا ہی کیا (واہ اتباع ہو تو ایسا ہو) اسکو امام احمد اور بزار نے سند جید سے روایت کیا ہے۔

۳۰

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب مکہ مدینہ کے درمیان ایک درخت کے نیچے جب پہنچے اوسکے نیچے قیلولہ فرماتے اور خبر دیتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسکو بزار نے خاص اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں مین حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفات مین تھا جب آپ بعد دوپہر کے چلے تو میں بھی معیت مین چلا یہانتک کہ امام کے پاس آئے اور اسکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کی پھر وقوف عرفات کیا مع میرے اور میرے ہمراہیوں کے یہانتک کہ امام واپس ہوا ہم بھی اوسکے ساتھ واپس ہوئے یہان تک کہ مآذمین (ایک مقام ہے درمیان مزدلفہ اور عرفات کے) سے ورے ایک تنگ راستہ پر پہنچے پس اونٹ کو بٹھایا ہم نے بھی بٹھایا ہم گمان کرتے تھے کہ آپ شاید نماز مغرب کا ارادہ کرتے ہونگے اونکے اوس غلام نے جو اونکے اونٹ کو تھامے ہوئے تھا کہا آپ نماز پڑھنے کے ارادہ سے نہیں قیام گزین ہوئے ہیں

بلکہ آپ ذکر فرماتے تھے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب اس جگہ پہنچے تھے تو قضائے حاجت فرمائی تھی تو آپ دوست رکھتے ہین کہ اس جگہ رفع حاجت کرین (یہ شان اتباع کی تھی) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی سب ایسے ہیں کہ صحیح حدیث مین حجت مانے جاتے ہین حافظ منذری فرماتے ہین کہ صحابہ کے آثار اتباع سنت میں بہت ہین اللہ ہم کو اور تم کو توفیق دے۔

بدعات اور ترک اتباع سے ڈرانیکے بارہ مین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہتی ہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارے اس امر دین مین جس کسی نے کوئی نئی بات نکالی جو دین مین تھی وہ رد ہے اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کے الفاظ بدلے ہوئے ہین مضمون واحد ہے۔

۳۱ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تھے آپکی چشم مبارک سُرخ ہو جاتی تہین اور آواز بلند ہو جاتی تھی اور غضب بڑہ جاتا تھا جیسے کوئی دشمن کے لشکر سے ڈراتا ہے اور کہتا ہے کہ تم پر صبح کا آن پڑا اور شام کو آن پڑا اور فرماتے تھے کہ مین قیامت کے قریب ایسا مبعوث ہوا ہون جیسے یہ دونوں انگلیان اور انگلی شہادت اور بیچ کی اونگلی کو ملاتے تھے اور فرماتے تھے اما بعد پس بیشک بہترین کلام کتاب اللہ یعنی قرآن شریف ہے اور بہترین طریق طریقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور بدترین امور نئے کام یعنی بدعت ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے پھر فرماتے ہیں ہر مؤمن پر اسکے نفس سے زیادہ سرپرست اور ولی ہون جسنے کچھ مال چھوڑا وہ اسکے اہل وعیال اور ورثار کے واسطے ہے اور جس نے کوئی قرضہ یا عیال بے سروسامان چھوڑے وہ میری طرف اور میرے ذمہ ہے (سبحان اللہ کیا سرپرستی ہے) اسکو مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مین (پند ونصیحت) کو کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار ہو جائے جو لوگ تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ

وہ بہتر فرقوں پر متفرق ہو گئے تھے اور یہ امت محمدؐ یہ تہتر فرقون پر متفرق ہو گی بہتر دوزخی ہونگے اور ایک جنتی اور وہ ایک بڑی جماعت ہو گی (جو طریق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہونگے یعنی اہل سنت والجماعت نہ وہ لوگ جنھون نے بلا اصل دین مین نئے کام نکال رکھے ہونگے اپنی رائے کا اتباع کرتے ہونگے جماعت اہل سنت کا اتباع نہیں کرینگے قرآن وحدیث کا جو مطلب اونکی جی مین آئے گا مانیں گے اگرچہ سلف صالحین کے موافق ہو یا مخالف) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے ایک روایت مین یہ اور زیادہ کیا ہے کہ اون مین خواہشات نفسانی ایسے سرایت کر جائینگے جیسے دیوانے کتے کے کاٹنے کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے کسی رگ اور جوڑ کو بغیر داخل ہوئے نہیں چھوڑتا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چھ گروہ ہیں کہ مین نے اون پر لعنت کی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اون پر لعنت فرمائی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ کتاب اللہ مین (اپنی طرف سے) بڑہانے والا (ف کتاب اللہ مین بڑہانا کئی طرح سے ہوتا ہے ایک محض الفاظ کو بڑہانا جیسا کہ بعض روافض کی کتابوں میں دیکھا ہے یہ بہت ہی خبیث ہے دوسرے الفاظ سے ایسے معانی نکالنے اور تفسیر کرنے جن کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ مین کوئی اصل نہیں ہے اور کتب تفسیر کے خلاف ہے محض اپنی رائے سے تفسیر کرنا یا اور ان دوئے مثل کوئی طریق نکالنا) اور دوسرے تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا۔ اور تیسرے جبراً میری امت پر تسلط کرنے والا تاکہ جنکو خدا نے عزت دی ہے (یعنی نکوکارونکو) ذلیل کرے۔ اور جنکو خدا نے ذلیل کیا ہے اونکو عزت دے۔ اور چوتھے خدائے پاک کے محارم کو حلال سمجھنے والا۔ اور پانچویں میری عترت کی شان مین جو خدائے تعالےٰ نے حرام کیا ہے اوسکو حلال سمجھنے والا۔ اور چھٹے طریق مسنون کو چھوڑ دینے والا اسکو طبرانی کبیر مین اور ابن حبان اور حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

اور ابوبرزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا ہے مین تم پر صرف تمہاری گمراہی کی خواہشات سے متعلق تمہارے شکموں اور فرجونکے اور گمراہ کرنے والی ہوائے نفسانی سے ڈرتا ہوں (مطلب یہ ہے کہ اسکا خوف ہے کہ تم اپنے

(باقی آئندہ)

کہ مین کسی فقیر کا چیلا ہو جاؤن مین اسپر خفا ہوا چند روز کے بعد پھر آیا تو مین نے اوس سے ہنسی مین کہا کہ کیون کسی فقیر کے چیلے بھی ہوئے یا نہین تو وہ نہایت ہی سادگی سے جواب دیتا ہے کہ بس اب تو تیرا ہی پلہ پکڑ لیا اوسکا یہ تیرا کہنا اوروں کے حضور اور جناب کہنے سے زیادہ مزہ دار تھا کیونکہ اوسنے دل سے کہا تہا۔

(۱۱) یہ بھی ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح نرمی علاج ہے اسیطرح بعض جگہ سختی بھی اوس سے بڑہکر علاج ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعضے بزرگ تیز مزاج مشہور ہو جاتے ہیں تو خوب سمجھ لو کہ وہ تیز مزاج نہیں ہوتے۔ بات یہ ہے کہ کبھی کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسے ایک بات نرمی سے سمجھا تو اوسپر زیادہ اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ زیادہ دنوں تک یاد رہتی ہے اور اُسی بات کو اگر سختی سے سمجھائیں تو اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اور یاد بھی بہت دنوں تک رہتی ہے اسی شخص کو (جو کسی فقیر کا چیلہ بننا چاہتا تہا) دیکھیے کہ ایک ڈانٹ کا اسپر ایسا اثر پڑا کہ آنکھیں کھل گئیں اور اوسکی طبیعت جو ڈاواں ڈول تھی وہ ایک ہی طرف جھک گئی غرض غلط بولنا جو پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی وجہ یہ ہی کہ اس سے زیادہ پر قدرت نہیں ہوتی۔ اسپر قصہ یاد آیا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک چرواہا زمین پر بیٹھا ہوا محبت کے جوش میں بھرا ہوا کہہ رہا تہا کہ اے اللہ تو کہاں ہے اگر تو مجھے ملے تو تیری نوکری چاکری کرون تیرے پھٹے ہوئے کپڑے سیون اور تیرے کنگھی کرون۔ غرض اسی قسم کی باتین اللہ تعالےٰ کی نسبت کہہ رہا تہا کہ اتنے ہی مین حضرت موسےٰ علیہ السلام اودہر سے گذرے اسکی باتیں سنکر فرمایا کہ میاں کس کو کہہ رہے ہو اوسنے کہا خدا سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ڈانٹا کہ توبہ کر توبہ کر خدا تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہین اور ڈانٹ کر چلے گئے۔ چرواہے نے جو یہ سُنا تو مارے خوف کے تہرا گیا اسیوقت حضرت موسےٰ پر وحی آئی کہ اے موسےٰ تم نے ہمارے بندہ کو ہم سے جدا کر دیا۔ حضرت موسےٰ نے جو یہ سُنا تو گھبرا گئے اور جلدی سے چرواہے کے پاس آئے اور اوس سے کہا کہ بھائی مجھ سے خطا ہو گئی۔ خدا کیلئے معاف کر دو۔ یہاں چرواہے کی عجب حالت تھی حضرت موسےٰ نے جو خطا معاف کرنے کو کہا تو یہ جواب دیا کہ اے موسےٰ ایسا کوڑا لگا ہے کہ مین بڑی دور پہونچ گیا۔ اس قصہ سے معلوم ہو گیا کہ اگر دل محبت سے بھرا ہوا ور کم سمجھی سے بے ادبی کی باتین زبان پر آجائین تو اسپر پکڑ نہیں ہوتی مگر یہ ضرور ہے

کہ یہ معافی اونہین لوگون کے لئے ہے جو اپنی زبان درست نہیں کر سکتے ورنہ اگر کسی کو قدرت
ہو اور پھر وہ ایسا کرے تو ضرور گنہگار ہوگا۔

(۱۴) بات بہت دور جا پڑی اصل مقصود یہ تہا کہ جب قرآن کے اندر ایسی بڑائی ہو اور بزرگی ہو تو جس
مہینے مین یہ اتارا گیا ہے وہ بہی عزت و شرف رکھتا ہوگا۔ خاصکر رمضان کے اخیر کے دس دن جسمین کہ
شب قدر ہے وہ تو بے انتہا شرف اور بزرگی رکھتے ہیں اسلئے کہ قرآن پاک رمضان میں خاص انہیں
دس دن کے اندر اندر اترا ہے۔ رہے رمضان کے اول کے بیس دن سو اونکو انہیں دس دن کی
بدولت شرف اور عزت نصیب ہوئی ہے اس اخیر کے دس دن میں ایک خوبی تو یہ ہوئی کہ قرآن
انہین اترا ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ شب قدر بھی انہیں دس دن میں ہوتی ہے جیسا کہ حدیث
شریف سے معلوم ہوتا ہے اور اکثر طاق راتون مین ہوتی ہے اللہ پاک فرماتے ہین شب قدر
ہزار مہینون سے بہتر ہے۔ صاحبو یہ ایسی برکت اور خوبی کی چیز ہے کہ جو اس سے محروم رہجاوے تو ایسا
سمجھو کہ ساری بہلائیوں سے محروم اور بے نصیب ہوگیا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص شب قدر سے
بے نصیب رہا تو وہ ساری بہلائیون سے محروم رہا۔ لیکن بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ
اگر جاگین تو تمام رات جاگین اور اگر تمام رات نہ جاگے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ نہایت بیہودہ خیال ہے
اگر اس رات کے اکثر حصہ مین بھی عبادت کرے تو اوسکو شب قدر کی برکت نصیب ہو جاوے گی
اور مین کہتا ہون کہ اگر تمام رات بھی جاگنا پڑے تو کونسی وقت ہے صاحبو رمضان سال بھر کے
بعد آتے ہیں آپکو معلوم ہوگا کہ پچھلے رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ وہ اسوقت دنیا میں
نہیں رہے ہم کو کیا خبر ہے کہ اگلے رمضان تک کس کس کی باری آئے گی اسلئے اگر ایسی بڑی دولت
کمانے کیلئے ایک دو رات کوئی جاگ بھی لیا تو کیا دقت کی بات ہے لیکن خیر اگر تمام رات کی
ہمت نہ ہو تو اکثر حصہ کو تو چھوڑنا ہی نہیں چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ اکثر حصہ اخیر رات کا ہو۔ کیونکہ
اول تو اسوقت تک کھانا ہضم ہو جاتا ہے طبیعت ہلکی ہوتی ہے دعا مین خوب جی لگتا ہے دوسری
حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالےٰ اخیر رات مین ہر روز اپنے بندوں پر بہت بڑی رحمت کرتے ہیں
اور مہربانی سے اونکی طرف توجہ کرتے ہین دوسرے یہ بات بھی ہے کہ اخیر رات مین شور اور
غل بھی نہیں ہوتا ایک اطمینان کی حالت ہوتی ہے اور یہ کچھ شب قدر ہی کے ساتھ خاص نہیں

بلکہ ہر رات کے اخیر حصہ مین اللہ پاک کی رحمت اور مہربانی ہوتی ہے اور طبیعتوں پر اطمینان ہوتا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎ اے خواجہ چہ پرسی ز شب قدر نشانی ٭ ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی ٭ یعنی جو شخص ہر رات کی قدر نہ جانے گا تو وہ شب قدر کو بھی نہ پہچانے گا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ شب قدر انہیں راتون مین سے کسی رات مین ہوگی تو جو شخص سب راتون کی قدر کرے گا وہ شب قدر بھی پالیگا اور جو اور راتون کی بیقدری کر کے غفلت کی نیند سوتا رہیگا وہ اپنی اس عادت کی وجہ سے شب قدر بھی ہاتھ سے کھو دیگا۔ اسی وجہ سے بعض بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص تمام سال راتوں کو جاگے گا تو وہ شب قدر بھی پالیگا کیونکہ جب سال بھر تک برابر راتوں کو عبادت کروگے۔ تو شب قدر مین بھی عبادت ضرور ہو جاویگی کیونکہ انہیں راتون مین ایک رات وہ بھی ہے بوستان مین ایک خوب قصہ لکھا ہے کہ کسی شاہزادہ کا ایک بڑا قیمتی لعل ایک رات کسی جگہ گر گیا تو اوس نے حکم دیا کہ اس جگہ کی ساری کنکریان اوٹھا کر اکھٹی کرین لوگون نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اگر کنکریان چھانٹ کر جمع کیجاتیں تو شاید اُن مین لعل نہ آتا اور جب ساری کنکریان اٹھالی ہیں تو لعل ضرور آگیا ہے۔ لیکن خیر ایسے ہمت والے لوگ تو اسوقت کہان ہین کہ اس قیمتی موتی کی تلاش مین سال بھر تک راتون کو جاگا کرین مگر خیر رمضان کے اخیر کے دس دن تو ضرور جاگنا اور عبادت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اکثر انہین راتون مین ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص نہایت ہی کمزور اور کم ہمت ہو تو خیر وہ ستائیسوین رات کو تو ضرور ہی جاگ لے اور عبادت کرلے اسلیئے کہ اس دس راتوں مین سے بھی اس ہی رات مین شب قدر اکثر ہوتی ہے اور مین کہتا ہون کہ اگر وہ رات شب قدر نہ بھی ہوئی بلکہ اور کوئی معمولی رات ہوگئی تو تم نے تو شب قدر ہی کی نیت سے عبادت کی ہے۔ پس تمہارا ثواب تو انشاء اللہ کہیں نہین گیا خدا نے چاہا تو تمہیں شب قدر ہی کا ثواب ملیگا کیونکہ اونکے یہان نیت دیکھی جاتی ہے۔ حدیث شریف مین ہے کہ ہر کام مین نیت کا اعتبار ہے صاحبو اب تو آپکو بہت ہی آسانی ہوگئی اسپر بھی ہمت نہ کرو تو غضب کی بات ہے۔

(۱۳) تیسری خوبی رمضان شریف کی اخیر دس دن کی یہ ہے کہ اسمین اعتکاف کرنا سنت ہے اور اوسکا طریقہ یہ ہے کہ ۲۰ تاریخ کو مغرب کی نماز سے پہلے مسجد مین آجاوے اور اعتکاف کی نیت کرلے۔ اور جب عید کا چاند دیکھ لیا جاوے اوسوقت باہر نکلے اور اگر پورے دس دن

اعتکاف نہ کرسکے تو اس سے کم کا کرلے یہ خیال نہ کرے کہ اعتکاف کرتا تو پورے دس دن کا کرتا اس سے کم مین کیا فائدہ ہوگا کیونکہ اگر بڑہیا درجہ کا ثواب نہ ملیگا تو کم درجہ کا تو مل ہی جائیگا۔ صاحبو اگر دس دن نکر سکو تو دو دن سہی اسقدر بھی نہو سکے تو سات دن ہی سہی غرض جسقدر بھی ہو سکے اور جتنے دن بھی ہو سکے چھوڑو مت اور ایک بہت بڑی خوبی اعتکاف کی یہ ہے کہ اعتکاف کے زمانہ مین ہروقت اعتکاف کرنیوالے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر مسجد میں بیٹھکر نماز کا انتظار کرو تو انتظار مین بھی نماز ہی کا ثواب ملیگا اور ظاہر ہے کہ جسنے اعتکاف کیا ہے وہ ہروقت مسجد ہی مین رہیگا تو اوسکو نماز کا بھی انتظار بھی ضرور رہیگا اگر یہ سوویگا بھی تو اس نیت سے کہ اوٹھکر فلان نماز پڑھنی ہے اگر کوئی کام بھی کریگا تو اس نیت کے ساتھ کہ فلان نماز تک یہ کام کرونگا غرض اسکا سونا جاگنا اوٹھنا بیٹھنا ہر ہر کام مین ثواب کا ثواب ملے گا پس اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوگی۔

(۱۴) حدیث شریف مین آیا ہے ایکمرتبہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سب صحابہ موجود تھے پس آپ نے فرمایا کہ ذلیل ہوگیا وہ شخص اور اس لفظ کو کئی مرتبہ کہا صحابہ گھبرا گئے اور دریافت کیا کہ حضرت کون شخص ذلیل ہوگیا آپ نے فرمایا ایک تو وہ شخص ذلیل ہوا جس نے اپنی زندگی مین بوڑھے مان باپ کو پایا اور اونکی خدمت کرکے جنت نہ کمائی آہین حضور نے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنے کی بہت تاکید کی کیونکہ اگر مان باپ خود جوان ہیں تو اول تو وہ اسکے محتاج نہیں ہونگے جیسے اسکے ہاتھ پیر چلتے ہین اونکے بھی ہاتھہ پیر چلتے ہونگے دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ جوان ماں باپ کی خدمت سے دل بھی نہیں گھبراتا اسلئے اونکی اگر کچھ خدمت کر بھی دی تو کچھ مشکل نہین نہ کچھ کمال ہے۔ رہے بوڑھے ماں باپ تو وہ اسکے محتاج ہوتے ہیں اور انکی سب طاقتیں کمزور ہوجاتی ہیں اسوجہ سے خود کچھ بھی نہین کرسکتے اور چونکہ اکثر کام اونکے مزاج کے موافق نہیں ہوتے اسلئے مزاج میں تیزی آجاتی ہے پس ایسے مان باپ کی خدمت کرنا بہت ہی ضرور ہے کیونکہ وہ بیچارے بالکل ہی بے بس ہوتے ہیں اور ہر طرح سے اس کے محتاج ہوتے ہیں اور اونکی تیز مزاجی سے تنگ ہونا بہت بڑا گناہ ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ اکثر آدمی اونکی خدمت سے تنگ ہوجاتے ہین جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن کے زمانہ کو بھول جاتے ہین

۱۲ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنی نہایت ضروری ہے

کہ اسوقت مان باپ نے انکے کیسے کیسے ناز اُٹھائے ہین اگر وہ انہین یاد رہے تو اونکی خدمت سے
تنگ نہوتے۔ ایک بنیے کا قصہ مشہور ہے کہ اوسنے اپنے بڑہاپے مین ایک مرتبہ اپنے لڑکے سے دریافت
کیا کہ بھائی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادہ صاحب اول تو دلمین بہت خفا ہوئے کہ اس بیکار
بات کے دریافت کرنے کی آپ کو ضرورت ہی کیا ہے مگر خیر کچھ لحاظ کیا اور بتلا دیا کہ اباجان کوا
ہے بنیے نے پھر پوچھا کہ بھائی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادہ نے کہا کہ ابھی تو بتلا دیا تھا
کہ کوا ہے۔ تیسری بار اونے پھر پوچھا تو صاحبزادہ نے بگڑ کر جواب دیا کہ تمہارا تو دماغ چل گیا۔
چپکے پڑے رہو اسپر بنیے نے اپنا بہی کھاتہ منگوایا اور کھولکر دکھلایا کہ صاحبزادہ دیکھو تم نے
ایک سو بار مجھسے اپنے بچپن مین یہی دریافت کیا تھا اور مین نے ہر بار محبت سے جواب دیا تھا
تم دو ہی بار مین گھبرا گئے۔ لیکن شاید کوئی شخص کہے کہ صاحب بوڑہون کی تیزمزاجی تو خود
طبیعت ہی کو بُری معلوم ہوتی ہے کوئی اختیار کی بات نہیں اگر اسپر بھی پکڑ ہوگی تو سخت مشکل
ہوگی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک طبیعت کی گھبراہٹ پر پکڑ نہیں کرتے اپنے کلام پاک
مین حقوق والدین کے ذکر کے ساتھ فرماتے ہیں ربکم اعلم بما فی انفسکم ان تکونوا صالحین
فانہ کان للاوابین غفورا ہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مان باپ کی ہر وقت کی تیزمزاجی سے جو
گھبراہٹ تمہارے دلون مین پیدا ہوجاوے اور اوسکی وجہ سے کوئی بات روکھے پن کی تمہاری
زبان سے نکلجاوے تو اسپر تمہاری پکڑ نہیں لیکن خدا تعالےٰ دل کی نیت کو جانتا ہے۔ اگر
تمہارے دل میں مان باپ کی تابعداری ہے اور نیکبختی تم پر غالب ہے اور اپنی بے ادبی کا عذر
بھی کرتے رہو تو اللہ پاک اس طرح کی باتون کو معاف کردیتے ہیں۔

۱۳

(۱۵) ایک تو یہ شخص ذلیل ہوا دوسرا وہ شخص جسکے سامنے میرا نام لیا جاوے اور وہ درود
نہ پڑہے۔ تیسرے وہ شخص کہ رمضان شریف آئے بھی اور گذر بھی گئے اور اونے اپنے گناہ
نہ بخشوائے یعنی برے کامون سے توبہ نہ کی اور ایسے کام نہ کئے جس سے گناہ معاف ہوجاتے۔

(۱۶) رمضان شریف کی فضیلت

(۱۶) حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان شریف ایسا برکت کا مہینہ ہے کہ اوسکے
اول حصہ مین خدا تعالےٰ کی رحمت ہوتی ہے اور درمیان کے حصہ مین بندون کے گناہ بخشے
جاتے ہین اور اخیر کے حصہ مین بندونکو دوزخ سے بالکل چھٹکارا ہوجاتا ہے اس سے معلوم ہوا

کہ رمضان کا مہینہ سر سے پیر تک رحمت ہی رحمت ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں اپنے گناہ بخشوانے کا سامان کرے اور اوسکا طریقہ یہ ہے کہ نیک کام کرے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ گناہ معاف کرانا بندہ کے اختیار مین ہے بس توبہ کرکے نیک کام کرنے شروع کردے سب گناہ بخشے گئے خود اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اپنے مالک سے گناہ بخشوانے میں جلدی کرو اور اُس جنت کی طرف دوڑو جسکو پرہیزگار لوگون کے لئے تیار کیا ہے تو جو شخص بھی اس قاعدہ پر عمل کریگا وہ اپنے گناہ بخشوالے گا اور جو شخص یہ عمل نہ کریگا وہ محروم رہے گا پس ظاہر ہوگیا کہ گناہ بخشوانا خود ہمارے اختیار مین ہے اگر ہم چاہیں تو پرہیزگار بنکر اپنے گناہون کو بخشوا سکتے ہین۔

(۱۷) جو لوگ بغیر علم کے وعظ کہتے ہیں وہ اس جگہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہین کیونکہ وہ اپنے وعظون مین کہا کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی ذات بالکل بے پروا ذات ہے وہ چاہے تو ذراسی بات مین بخشدے اور چاہے تو ذراسی بات پر جہنم مین بھیجدے اور یہ مضمون ایسے طور سے کہتے ہین جس سے لوگ یون سمجھتے ہین کہ (توبہ توبہ) خدا تعالےٰ کے ہان کوئی قاعدہ ہی مقرر نہین یون ہی اناپ شناپ بے تکے طور پر چاہتے ہین کر دیتے ہیں ایسی باتین سُنکر اکثر لوگ ناامید ہوجاتے ہین اسلئے وہ ڈرتے ہین کہ خدا جانے کس بات پر اچانک پکڑ ہوجاوے اور ساری کی کرائی محنت ہی اکارت ہوجاوے۔ پھر اس ناامیدی کے بڑھنے سے وہ عبادت مین محنت کرنی چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح اکثر لوگ خوب جی بھر کر گناہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہین کہ جب خدا تعالےٰ کے یہان کوئی قاعدہ ہی نہین ذراسی بات پر جنت دیدی ذراسی بات پر دوزخ مین بھیجدیا تو پھر ہم اپنے مزے کیون خراب کریں اور خواہ مخواہ مصیبت مین کیون پڑین شاید خدا کو انہین کامون مین سے کوئی بات پسند آجاوے جس سے وہ مہربان ہوکر ہم کو بخشدیں۔ لاحول ولا قوۃ خدائی کیا ہوئی اینا و نگر کی بادشاہی ہوئی جہان سب کام بے ڈھنگے ہی ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ ایک گرو اور انکا چیلہ سفر کرتے ہوئے ایک شہر میں پہونچے نام پوچھا تو معلوم ہوا اینا و نگر ہے (اسکے معنی ہین بے انصافی کے) وہان کے بازار مین جاکر چیزون کا بھاؤ پوچھا تو معلوم ہوا کہ اناج سے لیکر گھی دودھ تک ہر ہر چیز سولہ سیر کی ملتی ہے یہ سُنکر چیلہ تو بہت خوش ہوا کہ خوب دودھ گھی کھاکر موٹے ہونگے مگر گرو نے کہا کہ بھائی اس جگہ ٹھہرنا ٹھیک نہیں یہ شہر تو بہت ہی

(۱۷) جاہل واعظوں کی بڑی بھاری غلطی

۱۴

اندھیر نگری کی عجیب حکایت

بے تکا معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹون بڑون مین کچھ فرق ہی نہیں۔ مگر چیلہ نے ضد کی آخر رہ پڑے
چندروز مین سیر کرتے کرتے راجہ کی کچہری تک جا پہونچے دیکھا کہ ایک مقدمہ راجہ صاحب کے
سامنے پیش ہورہا ہے بہت آدمی جمع ہین پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ایک چور نے مہاجن پر دعوی
کیا ہے دعوی یہ ہے کہ ہم دونون چوری کرنے اسکے گھر گئے نقب لگایا میرا ساتھی اندر جانے لگا
تو دیوار اوپر سے آپڑی مر گیا۔ بس مین اوسکا اس مہاجن سے بدلہ چاہتا ہون۔ اوس مہاجن سے
دریافت کیا گیا کہ وہ دیوار ایسی کیون بنائی تھی اوسنے کہا کہ مکان بنانے والے سے پوچھئے۔ وہ
بلایا گیا اوسنے کہا کہ گارہ بنانے والے سے پوچھئے اوسکو بلایا اوسنے کہا کہ سقہ نے پانی بہت
ڈالدیا تھا جس سے گارہ پتلا ہوگیا اوسکو بلایا اوسنے کہا کہ سرکاری ہاتھی چھٹا ہوا آتا تھا خوف
سے پانی زیادہ نکل پڑا ہاتھی چلانے والے کو بلایا اوسنے کہا کہ ایک عورت پازیب پہنے آتی
تھی اوسکی جھنکار سے ہاتھی دوڑ پڑا عورت کو بلایا اوسنے کہا کہ سنار نے ایسا ہی باجا ڈالدیا تھا۔
اوسکو بلایا گیا وہ کچھ جواب نہ دے سکا حکم ہوا کہ سنار کو پھانسی دیدو۔ اوسے پھانسی کے لئے
لے چلے جب اوسے پھانسی پر چڑھایا تو پھانسی کا پھندہ اوسکے گلے سے بڑا نکلا لوگون نے آکر
راجہ صاحب سے کہا کہ پھندہ اوسکے گلے سے بڑا ہے راجہ صاحب نے کہا کہ اچھا تو پھر کسی موٹے
آدمی کو ڈھونڈھکر پھانسی دیدو۔ غرض موٹے آدمی کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ وقت کی بات کہ سب
لوگون میں اُس چیلہ سے زیادہ موٹا کوئی نہ نکلا آخر اوسکو ہی پھانسی دینے کے لئے پکڑ لیا گیا۔
ابتو چیلہ صاحب بہت گھبرائے اور گرو سے کہا کہ خدا کے لئے بچاؤ اوس نے جواب دیا کہ مین نہ
کہتا تھا کہ یہان رہنا اچھا نہین آخر نتیجہ دیکھا گرو نے یہ تدبیر نکالی کہ پھانسی کے وقت خود
آگے بڑھکر کہا کہ صاحبو اسکو پھانسی نہ دو مجھکو دیدو لوگون نے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ اس وقت
مین نے اپنی پوتھی کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسوقت جو شخص پھانسی دیا جاویگا وہ سیدھا جنت
مین جاویگا راجہ صاحب نے جو یہ سنا تو آگے بڑھکر کہا کہ اچھا جب ایسی بات ہے تو ہم کو پھانسی
دیدو تاکہ جنت مین ہم ہی چلے جاوین۔ بس راجہ صاحب کو پھانسی دیدی گئی۔ تو ان جاہل واعظون
کے بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ توبہ توبہ خدا کے کام بھی ان نیاؤنگر کے راجہ کی طرح بے ڈھنگے
ہوتے ہین۔ صاحبو یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے یہان ہر کام قاعدہ سے ہوتا ہے ثواب کا بھی ایک

قاعدہ ہے اور عذاب کا بھی۔ ثواب کا قاعدہ تو یہی ہے جو ابھی بیان ہوا کہ توبہ کرکے گناہ بخشوالو نمازی پرہیزگار ہوکر جنت لے لو۔ اگر یہ ڈر ہو کہ توبہ ٹوٹ جاویگی اور گناہوں سے نہ رُک سکیں گے تو ہمت نہ ہارو کیونکہ اگر توبہ ٹوٹ بھی گئی تو پھر کر لینا دیکھو اگر ایک کپڑا پھٹ جاتا ہے تو اسکو پہنا ہوا نہیں چھوڑتے بلکہ اسیوقت سی لیتے ہین اور اسکا کچھ بھی خیال نہین کیا جاتا کہ یہ سینے کے بعد پھر پھٹ جائیگا۔ پھر پہٹے تو پھر سی لینا بس یہی حالت توبہ کی بھی ہے کہ صرف توبہ ٹوٹ جانے کے ڈر سے توبہ کو نہین چھوڑنی چاہیئے بلکہ اگر ٹوٹ بھی جائے تو پھر توبہ کرے ابھی توبہ کا دروازہ بند نہین ہوا۔ بلکہ اگر دن مین سو بار بھی توبہ ٹوٹ جاوے نااُمید مت ہو بلکہ اسے توبہ چھوڑ دینے کیوجہ سے ہم کو گناہون پر زیادہ ہمت ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص توبہ کرتا رہے گا اوسکے دل مین خدا تعالیٰ کی بڑائی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوگی اور یہ بڑی وجہ سے گناہون سے رُک جانے کی مگر جو شخص کبھی توبہ نہ کریگا وہ تو بالکل ہی خدا کو بھول جاویگا۔ اور جب خدا تعالیٰ کی بڑائی اوسکے دل ہی میں نہ ہوگی تو جو کچھ بھی یہ کرے وہ تھوڑا ہے۔

(۱۸) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس اخیر کے دس دنوں مین بہت سی مسجدون میں قرآن شریف ختم ہوگا اوسمین اکثر لوگ پڑہنے والون کو کچھ دیا کرتے ہین سو پڑہنے والونکو چاہیئے کہ ہرگز نہ لیا کرین دوسرے اکثر مسجدون مین ختم کے دن مٹھائی بانٹی جاتی ہے اوسمین جو گڑبڑ ہوتی ہے سبھی جانتے ہیں اور اس خرافات مین شرع کے قاعدہ سے جو کچھ خرابیان ہونے لگی ہین کئی مرتبہ بیان ہو چکی ہین اسوقت اونکے دوہرانے کا وقت نہین اور نہ زیادہ ضرورت ہو صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اسکے اندر جو کچھ خرابیان ہین اونپر نظر ڈالو اور خیال کرو کہ اسمین کیا کچھ خرابیان پیدا ہو گئی ہین پس اسکو بھی چھوڑ دو دیکھو اسکی بدولت بیچارے غریبون پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے۔ میرے منع کرنے پر بعض غریب جولاہون نے بہت خوشی ظاہر کی کہ ہم کو ہر سال چندہ دینے کی مصیبت پڑتی تھی آپ نے ہمین اس مصیبت سے بچا دیا معلوم ہوا کہ لوگونپر چندہ دینا بہت شاق ہے پھر بتلایئے کہ یہ چندہ لینا کیونکر جائز ہوگا بعض رئیسون نے مجھسے کہا کہ آپ غریبون کو منع کیجئے لیکن امیرونکو منع کرنے کی ضرورت نہین یہ بالکل غلط خیال ہے اسلئے کہ اگر امیرون نے نہ چھوڑا تو شرم کی وجہ سے غریبون سے بھی چھٹنا مشکل ہوگا۔ اور اگر امیرون نے چھوڑ دیا۔

(باقی آئندہ)

نشانات الٰہی موجود ہین چنانچہ (۱) حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ جنکی نیکی اور خوبی کی شہادت اکثر امتون کی زبان سے ظاہر ہے خدا کے حکم اور وحی سے اسکی نبیاد قائم کی۔

(۲) وہ مقام مبدا اسلام تہا پھر اس مین ایسے لوگون کی یادگار رہی جن کی محنت اور کوشش سے سخت سے سخت بت پرستی کا دنیا سے استیصال ہوا اور خالص توحید الٰہی قائم ہوئی۔

(۳) اس مین کیا شک ہوسکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا اس معظم مکان نے مسئلہ توحید کی تائید کی اور شرک کا استیصال کیا قومی نفاق اور طوائف الملوکی اور خانہ جنگیان عرب کی دور کین دختر کشی شراب خواری اور خطرناک قمار کا اس ملک مین نام ونشان نہ چھوڑا نفاق وکسل وکاہلی کے بدلہ آزادی صبروہمت واخوت ہمدردی وشجاعت واستقلال وعزم کو پیدا کیا۔

حج مین حلق سر کی وجہ

۲۹

حلق سر کی وجہ یہ ہے کہ بہت دنون سر کہلا رہا گرد وغبار پڑا عام لوگون کو سامان سر ہونے کا اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ سر منڈا دین یا بالوں کو کٹوائیں حلق کا حکم جیساکہ ہماری کتب قرآن واحادیث مین مذکور ہے ایساہی اسکا رواج اور اسکا ثبوت مقدسہ کتب مین موجود ہے (دیکھو ایوب ۱ باب ۲۰) نذیر یعنی نذر دینے والا جماعت کے خیمہ کے دروازہ پر سر کی منت منڈاوے گنتی ۶ باب ۱۸۔

کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑہنے کی وجہ

(۱) قرآن خود اس بہید سے آگاہ فرماتا ہے وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ۔ ترجمہ اور نہیں کیا تہا ہم نے وہ قبلہ جسپر تو تہا مگر اس لئے کہ ظاہر ہوجاوے کہ کون رسول کے تابع ہے اس سے جو کہ پہر جاتا ہے اپنی ایڑیون پر۔

(۲) یہ بہت صاف امر ہے اور حقیقت شناس عاقل کے نزدیک کچہہ بھی محل اعتراض نہین

اس ہادی کو تمام دُنیا کے متداولہ عبادت کے طریقون سے جن مین شرک اور مخلوق پرستی کے جزو اعظم شامل تھے اپنے طریق عبادت کو خالص کرنا منظور تہا اور ایک واضح اور ممتاز مسلک قائم کرنا ضرور اسلیئے واجب ہوا کہ وہ اپنی امت کے رُخ ظاہر کو بھی ایسی سمت کی طرف پھیرے جسمین قوائے روحانی کی تحریک ہو۔

(۳) اسمین اتفاق و اتحاد قومی کا فائدہ ہے اسلیئے سب کو حکم ہوا کہ ایک دل ہوکر معبود حقیقی کی عبادت کریں ہر ایک مُسلمان کو یقین ہے کہ مکہ میں بیت اللہ کو توحید کے بڑے واعظ نے تعمیر کیا اور آخری زمانہ مین اسی کی اولاد مین سے ایک زبردست کامل نبی مکمل شریعت لیکر ظاہر ہوا جس نے اسی پہلی تلقین و تعلیم کو پھر زندہ اور کامل کیا پس نماز مین جب اوہر کو رُخ کرتے ہیں یہ تمام تصورات آنکھون مین پھر جاتے ہین اور مصلح عالم کی تمام خدمات اور جانفشانیان جو اس نے اعلاء کلمۃ اللہ مین دکھلائیں یاد آجاتی ہین۔

(۴) خانہ کعبہ کو اسلام والے بیت اللہ کہتے ہین اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے مکان کو جاتا ہے تو اسکا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ کے آداب و نیاز اسکے تخت کے آداب نہین ہوا کرتے۔

۳۰

(۵) اس میں اس اظہار کی حکمت بھی مذکور ہے کہ یہ کامل مذہب یہ توحید کا آفتاب اسی پاک زمین سے نمودار ہوا اس استقبال سے وہ خداوندی حکمت بحال رکھی گئی ورنہ اہل اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات مکان اور جہت کی قید سے منزہ ہے اور عنصری و کونی صفات سے اعلےٰ اور مبرا ہے کوئی جہت نہیں جس مین وہ مقید ہو کوئی خاص مکان نہین جس میں وہ رہتا ہو اسی مطلب کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتا ہے اور معترض کے اعتراض کو پہلے ہی اپنے علم محیط سے رد کر دیا ہے۔ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ترجمہ خدا ہی کا مشرق و مغرب ہے سو جس طرف منہ کرو ادہر ہی توجہ ہے اللہ کی۔

(۶) ایک اور لطیف بات قابل عذر ہے کہ آغاز نماز مین جبکہ مسلمان رو بقبلہ کھڑا ہوتا ہے تو یہ آیۃ پڑہتا ہے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ترجمہ مین نے اپنا رخ کیا اس خدائے تعالےٰ کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف

کا ہو کر اور میں نہیں ہون شریک کرنے والا سو باوجود اس تصریح کے مسلمان پر کعبہ پرستی کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(۷) اس مین یہ بھی راز ہے کہ جماعت کے انتظام مین خلل نہو اور تمام دُنیا کے اہل اسلام ایک جہت رہیں۔

میقات پر احرام باندہنے اور لبیک کہنے کا بہید

موافقیت کی اصل یہ ہے کہ مکہ مین ایسی حالت مین آنا چاہیئے کہ سر پر خاک بہری ہو اور بدن مین میل کچیل اور نفس ذلت کی حالت مین ہو شارع علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی مطلوب ہے پس ضرور ہوا کہ مکہ سے پہلے احرام باندہین پہر اگر اس بات کا حکم دیا جاتا کہ اپنے اپنے شہرون سے احرام باندہکر آیا کرین تو ظاہر ہے کہ اس مین کسقدر دقت تھی کیونکہ بعض شہر مکہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر واقع ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ دور ہین لہذا ضروری ہوا کہ احرام باندہنے کے لئے مکہ کے گرد چند مقامات تجویز کر دیئے جاوین کہ ان مقامات کے بعد تاخیر نہ کر سکین اور ضرور ہے کہ مقامات ظاہر اور مشہور ہون اور کوئی شخص ان مقامات سے ناواقف نہو۔

رہا لبیک کا بہید سو میقات پر احرام اور لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالےٰ کی پکار پر جواب عرض کر رہا ہون کہ مین حاضر ہون اسوقت یہ امید بھی کرے کہ یہ جواب مقبول ہو اور خوف بھی ہو کہ کہیں یہ نہ کہدیا جاوے لا لبیک ولا سعدیک اسلیئے تردد ہوا کہ خوف و رجا کے درمیان متردد رہے اور اپنے تاب و طاقت سے علیحدہ ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر تکیہ رکھے اسلیئے کہ لبیک کہنے کا وقت ہی حج کا شروع ہے اور وہ خطرہ کی جگہ اور وہ پکار جسکا یہ جواب دیتا ہے وہی جو اسنے فرمایا ہے واذن فی الناس بالحج ترجمہ یعنی پکار لوگون کو حج کے واسطے۔

عرفات مین ٹھیرنے کا سرّ

(۱) عرفات کے وقوف میں یہ راز ہے کہ ایک زمان اور ایک مکان مین مسلمانون کا

جمع ہونا اور انکا خدا تعالے کی طرف راغب ہونا اور ان کا خشوع وخضوع کے ساتھ اس سے دعا کرنا یہ برکات الٰہی کے نازل ہونے اور روحانیت کے انتشار مین اثر عظیم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان اس روز تمام روزون سے زیادہ ذلت اور خواری کی حالت مین ہوتا ہے اور نیز اجتماع مین مسلمانون کی شوکت وشان معلوم ہوتی ہے اور اس یوم کی اور اس مقام کی خصوصیت تمام انبیاء علیہم السلام سے بدستور منقول چلی آئی ہے چنانچہ حضرت آدم اور انکے مابعد انبیاء سے اسکی نسبت روایات منقول ہین۔

(۲) عرفات پر ٹھیرنے مین جب لوگون کا اژدہام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا مختلف ہونا اور مشاعر پر آمد ورفت کرنے مین ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے امامون کے قدم بقدم چلنا نظر پڑے تو یہ یاد کرے کہ اسیطرح میدان قیامت مین بھی تمام امتیں اپنے انبیاء کے ساتھ اکٹھی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کریگی اور انکی شفاعت کی طمع کریگی اور اس میدان مین انکی قبولیت اور عدم قبولیت کے باب مین حیران رہیگی اور جب آدمی اسکا خیال کرے تو چاہیئے کہ اپنے دل کے لئے انکسار اور اللہ تعالے کی طرف رجوع ہونے کو لازم کردے تاکہ اہل فلاح اور مرحوم فرقہ کے ساتھ اسکا حشر ہو اور اس جگہ پر امید کے قبول ہونے کی توی توقع رکھے کیونکہ یہ میدان شریف ہے اور اسمین رحمت الٰہی خلائق پر نازل ہوتی ہے اور یہ میدان ابدال واوتاد کے گروہ سے کبھی خالی نہیں رہتا اور صالحین کے گروہ بھی اس میدان مین ضرور حاضر ہوتے ہین۔ جب ان لوگونکی ہمتیں جمع ہوکر خدا کے آگے انکسار وزاری کرتے ہین اور اللہ تعالے کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں اور انکی گردنین اسکی طرف جھک جاتی ہین اور مجتمع ہمت کے ساتھ طلب رحمت کیلئے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہین تو پھر یہ گمان نہ کرو کہ وہ اپنی امید مین محروم رہیں اور انکی کوشش بیکار جاوے۔ بلکہ ایسی رحمت نازل ہوتی ہے کہ سب کو ڈھانپ لے اسی واسطے بعض بزرگ کہتے ہین کہ بہت بڑا گناہ ہے کہ آدمی عرفات میں موجود ہوکر یہ گمان کرے کہ خدا تعالے نے میری مغفرت نہیں کی اور حج کا راز اور غایت مقصود بھی یہی ہے کہ ہمتون کا اجتماع ہوتا ہے اور ابدال واوتاد شہرون کے اطراف سے اکٹھے ہوتے ہین انکے قرب سے جمع ہمت مین سہارا لگتا ہے غرضکہ رحمت الٰہی کے جذب کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہیں ہے کہ ہمتین اکٹھی ہون اور

۳۲

ایک وقت مین ایک زمین پر سب قلوب ایک دوسرے کی مدد کریں۔

(۳) عرفات کے میدان مین جانا ایک ضروری فعل حج کا ہے جہان نہ کوئی پتھر ہے۔ نہ کوئی درخت صرف اللہ تعالےٰ کی یاد ہی ہے اور اس سے دعا۔

منا مین اُترنے کا راز

(۱) منا کے اُترنے کے اندر یہ راز ہے کہ منا ایام جاہلیت کے بازاروں مین سے عکاظ مجنہ اور ذی المجاز وغیرہ کی طرح ایک عظیم الشان بازار تھا اور یہ بازار انہون نے اسواسطے مقرر کیا تھا کہ حج مین کثرت سے دور دراز ملکون کی خلقت اکٹھی ہوتی تھی اور اس تجارت کے حق مین اس سے زیادہ کوئی مناسب اور بہتر صورت نہین تھی کہ ایسے اجتماع پر اسکا وقت مقرر کیا جاوے۔ اور دوسری یہ بات تھی کہ مکہ کے اندر اس انبوہ کثیر کے رہنے کی گنجایش بھی نہیں تھی لہذا اگر ہر قسم کے لوگ منا جیسے فضا وکشادہ ہوا مین اُترنے مین متفق نہوتے تو بڑی دقت ہوتی۔ نیز وہان جمع ہوکر انساب وغیرہ پر تفاخر بھی کرتے تھے غرض یہ مصالح تھے ان لوگون کے اسلام کو بھی ایسے اجتماع عظیم کی حاجت بمصلحت اظہار شوکت مسلمین وشہرت وعظمت اسلام کے تھی اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اجتماع کو تو باقی رکھا اور بجاے انکے اغراض واہیہ کے مصالح شرعیہ کو قائم کرکے اسکی اصلاح فرمادی اور ایک یہ بھی راز ہے کہ ایک ہی مقام وسیع مین لوگ اکٹھے ہوکر تبادلہ خیالات کرسکین اور آپس مین تعارف پیدا کرین۔

مشعر الحرام مین ٹھیرنے کی وجہ

مشعر الحرام مین ٹھیرنے کا اسلئے حکم دیا گیا کہ یہان اہل جاہلیت باہم تفاخر اور نمود کیلیے قیام کرتے تھے اسکے بدلہ مین کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ انکی اس عادت کا انسداد ہو اور ایسی جگہ کی توحید بیان کرنا گویا انکو اسپر برانگیختہ کرنا ہے کہ دیکھین تم خدا تعالےٰ کی یاد زیادہ کرتے ہو یا اہل جاہلیت کی طرح اپنے مفاخر کا زیادہ ذکر کرتے ہو۔

رمی جمار کا راز

(۱) رمی جمار کرنے مین وہی راز ہے جو خاص حدیث مین وارد ہوا ہے کہ رمی جمار خدا تعالےٰ کا ذکر کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور ذکر کی دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ ہے کہ جس سے خدا تعالےٰ کے دین کی تابعداری کا اعلان منظور ہو اور اس قسم کے ذکر مین لوگون کی کثرت زیادہ ضروری ہے نفس ذکر کی کثرت ضروری نہیں رمی جمار یعنی کنکریان پھینکنا اسی قبیل سے ہے اسلئے اسمین کثرت سے ذکر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجمع کا حکم دیا گیا باقی کنکریوں کا ہونا سو یہ امر تعیین ذکر کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ ہر کنکری پھینکنے کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مشروط ہے۔ ابوداؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہؓ کے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ لا لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے اور پتھروں کا پھینکنا فقط ذکر اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور دوسری قسم ذکر کی وہ ہے جس سے خود انصباغ نفس کا مقصود ہو وہان خود کثرت ذکر کی مشروع ہے جیسے بہت سے اذکار ہین۔

(۲) رمی جمار یعنی کنکریان پھینکنے میں یہ قصد کرے کہ غلامی اور بندگی ظاہر کرنے کے لئے امر کی طاعت کرتا ہون اور صرف تعمیل ارشاد کے لئے اٹھتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل میں کچھ عقل و نفس کا حظ ہو۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اس مقام پر آپکو شیطان مردود ظاہر ہوا تھا تاکہ آپکے حج مین کچھ شبہ ڈالدے یا کسی معصیت میں مبتلا کرے تو آپکو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا کہ اسکے دفع کرنے کو اور اسکی امید منقطع کرنے کے لئے اسکو کنکریان مارو اسپر اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تو شیطان ظاہر ہوا تھا اور آپ نے اسکو دیکھا تھا اسلئے اسکو مارا تھا ہم کو تو شیطان دکھائی نہیں دیتا پھر کنکریان مارنے سے کیا غرض ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ شبہ شیطان کی طرف سے ہے اسنے یہ شبہ تمہارے دل مین ڈالا ہے تاکہ تمہارا ارادہ رمی جمار کا سست پڑ جاوے اور تمہارے خیال مین یہ آوے کہ یہ فعل ایسا ہے

جسمین کچھ فائدہ نہیں ہے ایک کھیل کی سی صورت ہے اسمین کیون مشغول ہوتے ہویس خوب کوشش اور مضبوطی کے ساتھ شیطان کو ذلیل کرنے کی نیت سے کنکریان مارکر اپنے دل سے اسکو رفع کرو اور جان لو کہ ہرچند کنکریان پتھر پر مارتے ہین لیکن واقع مین شیطان کے منہ پر مارتے ہیں اور اسکی پیٹھ پر کیونکہ اسکی ذلت اسی مین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ایسے حکم کی بجا آوری کریں جسکی تعمیل مین نفس اور عقل کو کچھ حظ نہیں صرف اسکی تعظیم ملحوظ ہے۔

بطن محسر مین تیز چلنے کا راز

بطن محسر مین سواری کے تیز کرنے کا یہ سبب ہے کہ وہ اصحاب فیل کے ہلاک ہونیکا مقام ہے لہذا جس شخص کو خدا تعالےٰ اور اسکی عظمت کا خوف معلوم ہوتا ہے وہ غضب الٰہی سے ڈرکر بھاگتا ہے اور چونکہ اس خوف کا معلوم کرنا ایک باطنی امر تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظاہری فعل سے جو نفس کو بھی خوف یاد دلاتا ہے اور اسکو آگاہ کرتا ہے منضبط فرمایا۔

۳۵

حرم کے جانورون کا شکار نہ کرنے کی مصلحت

(۱) حرم کے جانوروں کا نہ کھانا ایسا ہے جیسا کوئی شخص اپنے محبوب کے کوچہ کے جانوروں کو باوجودیکہ گوشت کھایا کرتا ہو کچھ نہ کہے۔

(۲) مکہ کے لئے حرم مقرر کرنے میں یہ راز ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک خاص طرح کی تعظیم ہوتی ہے چنانچہ کسی زمین کی یہ تعظیم ہے کہ اسمین کسی چیز سے تعرض نہ کیا جائے اور در اصل یہ تعظیم بادشاہون کی حد اور انکے شہر پناہون سے ماخوذ ہے جب کوئی قوم انکی فرمانبردار ہوتی ہے اور انکی اطاعت اور تعظیم کرنی ہے تو انکے مطیع ہونے مین یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اوپر اس بات کو مقرر کرلیتی ہے کہ انکی حدود کے اندر جو درخت وچارپائے وغیرہ ہیں ان سے ہم کچھ تعرض نہ کرینگے اور حدیث شریف مین آیا ہے ان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ یعنی ہر بادشاہ کے لئے باڑ ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی باڑ اسکے محارم ہین۔

حاجی کی سواری کی عبرتیں

سواری جسوقت سامنے آوے اسوقت اپنے دل مین خدا تعالےٰ کی نعمت کا شکر کرو کہ اسنے ہماری سواری کے لئے چوپایوں کو اور عناصر یعنی آب و ہوا اور آتش وغیرہ کو جنسے ریل اور آگبوٹ وغیرہ چلتے ہین مسخر کیا کہ ہم کو تکلیف نہو اور ہماری مشقت ہلکی ہوجاوے اور یہ یاد کرو کہ دار آخرت کی سواری بھی ایک دن اسیطرح سامنے آجاویگی یعنی جنازہ کی تیاری ہوگی اسپر سوار ہوکر دار آخرت کا کوچ کرنا پڑیگا الغرض حج کا سفر آخرت کے سفر کی طرح ہے۔ لہذا اسپر ضرور نظر کرلینا چاہیئے کہ حج کی سواری پر سفر کرنا اس قابل ہو کہ سفر آخرت کی سواری کا توشہ ہوسکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہے کیا معلوم کہ موت قریب ہو اور اونٹ کی سواری سے پیشتر ہی تابوت آخرت پر سوار ہوجائے اور تابوت کی سواری یقینًا ہوگی۔ اور سامان سفر کا مہیا ہوجانا مشترک امر ہے تو مشکوک سفر مین احتیاط کرنا اور توشہ اور سواری سے مدد لینا اور یقینی سفر سے غافل رہنا کب زیبا ہے۔

معارف چادرہائے احرام

احرام کی دو چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو اور اس مین اپنے لپٹنے کو یاد کرو کیونکہ احرام کی چادر اور تہمد کو اسوقت باندھوگے جبکہ خانہ کعبہ کے نزدیک پہنچوگے اور کیا عجب کہ یہ سفر پورا نہو اور خدا تعالےٰ سے کفن مین لپٹے ہوے ملاقات ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جل شانہ کی زیارت بھی مرنے کے بعد بجز اس صورت کے نہوگی کہ دنیا کے لباس کے مخالف لباس ہو کیونکہ احرام کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ ہے۔

اسرار میقات وتکالیف حج

جنگل مین داخل ہوکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ ہول واحوال یاد کرو جو موت کے باعث دُنیا سے نکل کر میقات قیامت تک ہونگے اسکے ہر ایک حال کو اسکی ہر کیفیت سے مناسبت ہے

(باقی آئندہ)

یعنی اوس رنگ رنگ والے گیدڑ نے چپکے سے ملامت کرکے کان مین یہ کہا کہ۔

بنگر آخر در من و در رنگ من　　یک صنم چون من ندارد خود شمن

یعنی آخر میرے اندر اور میرے رنگ کو دیکھہ تو سہی کہ بُت پرست ایک بُت بھی ایسا نہیں رکھتا یعنی بُت پرست باوجودیکہ خوبصورت بت بناتے ہیں مگر مجھ جیسا خوبصورت کوئی بت پرست بھی نہین رکھتا۔

چون گلستان گشتہ ام صد رنگ خوش　　مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

یعنی مین باغ کی طرح سو رنگ خوش والا ہوگیا ہون تو تو مجھے سجدہ کر اور سرکشی مت کر۔

کر و فر و آب و تاب و رنگ بین　　فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

یعنی میری کر و فر اور آب و تاب اور رنگ کو دیکھہ اور مجھے فخر دنیا اور رکن دین کہو۔ اسلئے کہ میرا مرتبہ بہت بلند ہوگیا ہے۔

مظہر لطف خدائی گشتہ ام　　لوح شرح کبریائی گشتہ ام

یعنی مین لطف خدا کا مظہر ہوگیا ہون اور کبریائی حق کی شرح کی لوح ہوگیا ہون غرضکہ اوسنے کہا کہ مظہر جلال و جمال دونون ہون اور بولا کہ۔

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال　　کے شغالے را بود چندین جمال

یعنی اے گیدڑو مجھے گیدڑ مت کہو اسلئے کہ دیکھو تو کسی گیدڑ کو بھی اتنا جمال ہوتا ہے اور جب میرے اندر جمال ہے تو معلوم ہوگیا کہ میں گیدڑ نہیں رہا۔

آن شغالان آمدند آنجا بجمع　　ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع

یعنی وہ گیدڑ سارے اوس جگہ اس طرح جمع ہو گئے جیسے کہ پروانے شمع کے گرد ہوتے ہین اور وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ۔

گفت آن طاؤس نر چون مشتری پس چہ خوانیمت بگوائے جوہری

یعنی اے جوہری پھر ہم تجھے کیا (کہکر) پکارین تو اوسنے کہا کہ وہی طاوس نر مانند مشتری (ستارہ کے) یعنی جسطرح کہ مشتری ستارہ علویات مین سے ہے اسی طرح مجھے طاؤس علوی کہو۔

پس بگفتندش کہ طاؤس جہان جلوہا دارند اندر گلستان

یعنے پس اونھوں نے اوس سے کہا کہ دُنیا کے طاؤس تو باغ مین جلوہ کرتے ہیں (یعنی ناچتے ہیں)

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے بادیہ نارفتہ چون گویدمنے

یعنی تو ویسا جلوہ کرسکتا ہے تو وہ بولا کہ نہیں (مولانا فرماتے ہین) کہ جنگل مین نہ چلا ہوا کیونکر (حالات) منی بیان کرسکتا ہے یعنی جب وہ کبھی ناچا ہی نہ تہا تو کس طرح ناچ سکتا تہا جب اوسنے اسکا انکار کیا تو اونھون نے دوسرا سوال کیا کہ۔

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نۂ طاؤس خواجہ بوالعلا

یعنی اچھا تو مورونکی آواز کرسکتا ہے تو اوس نے کہا کہ نہیں (تو وہ بولے کہ) اے خواجہ بوالعلا تو طاؤس نہیں ہے اسلئے کہ جب اوسکے کمالات مین سے کوئی بھی تیرے اندر موجود نہیں ہے تو پھر کدہر سے طاؤس بن بیٹھا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

خلعت طاؤس آید ز آسمان کے رسی از رنگ و عویہا بدان

یعنی طاؤس کی خلعت تو آسمان سے آتی ہے تو رنگ کے دعوون سے تم اوس تک کب پہنچ سکتے ہو مطلب یہ کہ مور کا وہ حسن تو خلقی ہوتا ہے اور مخلوق حق ہوتا ہے پھر اوس اصل

کمال تک دعویٰ کسطرح پہونچ سکتا ہے اسی طرح اگر تم دعوے کروگے اور اصل مین کچھ نہوگا تو پھر ذلیل ہوگے اور کچھ نہ ہوگا۔

گر تو دعوے میکنی معنی بیار ‌ ‌ گہ مخور ورنہ پس گردن مخار

یعنی اگر تم دعوے کرتے ہو تو اوسکے معنی بھی لاؤ اور گہ مت کھاؤ ورنہ پس گردن مت کھجانا۔ پس گردن خاریدن کنایہ از شرمندہ شدن مطلب یہ کہ اگر دعوے کرتے ہو اوسکی کچھ اصلیت بھی پیدا کرو ورنہ پھر خوامخواہ شرمندگی حاصل ہوگی تو دیکھو کہیں ایسا مت کرنا کہ پھر شرمندگی ہو آگے فرعون کا قصہ بیان فرماتے ہیں اور اوسکو اس شغال مدعی سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

فرعون کا دعویٰ خدائی کرنا اور اوسکو اوس گیدڑ سے تشبیہہ دینا کہ جسنے طاؤسی دعویٰ دوسرے گیدڑونکے سامنے کیا تھا

۲۷

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش ‌ ‌ برتر از موسیٰ پریدہ از خریش

یعنی مثل فرعون کے کہ اوسنے ڈاڑھی مرصع کر رکھی تھی اور اپنے گدھے پن کی وجہ سے موسے علیہ السلام سے بڑھتا تھا۔

او ہم از نسل شغال مادہ زاد ‌ ‌ در خم مالے وجاہے اوفتاد

یعنی وہ بھی اسی گیدڑ کی نسل سے تھا اور مال وجاہ کے مٹکے میں پڑا ہوا تھا۔

ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد ‌ ‌ سجدۂ افسوسیان را او بخورد

یعنی جو کوئی اوسکا جاہ و مال دیکہتا تہا سجدہ کرتا تہا اور وہ اون خوشامدیون کا سجدہ قبول کرتا تہا۔

گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق　　　　از سجود و از تحیرہائے خلق

یعنی وہ پرانی گدڑی والا فقیر مخلوق کی تحیر اور سجود سے مست ہو گیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مال مار آمد کہ در وے زہرہاست　　　　وان قبول و سجدۂ خلق اژدہاست

یعنی مال سانپ ہے کہ اوسکے اندر بہت سے زہر ہین اور وہ مخلوق کا قبول کرنا اور سجدہ اژدہا ہے
اول مصرعہ میں مال اور دوسرے مین جاہ کی مذمت ہے اور مال کی خرابی جاہ سے کم ہے
یہ جاہ بڑی قاتل ہے اسکا مارا پانی بھی نہیں مانگتا آگے فرماتے ہیں کہ۔

ہائے اے فرعون ناموسی مکن　　　　تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن

یعنی ہائے ارے فرعون نخوت مت کر اور تو تو شغال ہے تو طاؤسی مت کر یعنی جو کمالات کہ
تمہارے اندر نہون اونکو ظاہر مت کرو اور اونکا دعوے مت کرو اسلئے کہ۔

سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی　　　　عاجزی از جلوہ و رسوا شوی

یعنی طاؤسونکی طرف اگر تو ظاہر ہوگا تو تو جلوہ سے تو عاجز ہے تو رسوا ہی ہوگا یعنی جب کاملین
کی برابری کا دعویٰ ہوگا اور وہ کمالات حاصل نہونگے تو امتحان کے وقت رسوا ہوگے اسلئے اس سے
بہتر ہے کہ پہلے ہی سے بچتے رہو۔

موسٰے و ہارون چو طاؤسان بدند　　　　پر جلوہ بر سر و رویت زدند

یعنی موسٰے اور ہارون طاؤس کیطرح تھے تو اونہونے پر جلوہ کو تیرے سر اور منہ پر مارا تو یہ ہوا کہ۔

زشتیت پیدا شد و رسوائیت　　　　سرنگون رفتادی از بالائیت

یعنی تیری زشتی ظاہر ہوگئی اور تیری رسوائی اور تو اوس بلندی سے سرنگون ہوکر گر پڑا۔

چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب

یعنی جب تو نے کسوٹی دیکھی تو کھوٹے کی طرح سیہ ہو گیا اور تیرا نقش شیری جاتا رہا اور کتا ظاہر ہو گیا مطلب یہ کہ جن کمالات کو کہ تو ظاہر کرتا تھا وہ سارے زائل ہو گئے اور اصل حقیقت جو تھی وہ نکل آئی۔

اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش پوستین شیر را بر خود میوش

یعنی ارے خارشی برے کتے حرص وجوش سے تو شیر کی پوستین اپنے اوپر مت پہن اسلئے کہ۔

غرۂ شیرت بخواہد امتحان نقش شیر و رنگہ اخلاق سگان

یعنی تیرا غرۂ شیر تو مقتضی امتحان کو ہے اور نقش تو شیر جیسے اور اخلاق کتون جیسے ہیں تو پھر رسوائی نہو تو اور کیا ہو اور فرماتے ہین کہ۔

اے شغال بے جمال و بے ہنر ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

یعنی ای بے جمال اور بے ہنر گیدڑ اپنے اوپر کسی قسم کا گمان طاؤسی مت کر۔

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان خوار و بے رونق بمانی در جہان

یعنی اسلئے کہ طاوس تیرا امتحان کرینگے تو تو خوار بے رونق درمیان مین رہجاویگا۔ یہان بظاہر خطاب شغال وغیرہ کو ہے مگر مقصود وہ لوگ ہین جو دعوے کاذب کیا کرتے ہین اور مقصود یہ بیان کرتا ہے کہ میان ذرا شیخی مت کرو کہ اگر کاملین تمہارا امتحان لینے لگے تو اوس وقت فضول شرمندہ ہونا پڑیگا آگے آیت ولتعرفنھم فی لحن القول کی تفسیر کرتے ہین اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص کہ دعویٰ کاذب کرتا ہی اوسکے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا ہی اب سنو فرماتے ہین

شرح حبیبی

گفت یزدان مر نبی را در مساق ۔ یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

گر منافق زفت باشد نغز و ہول ۔ در شناسی مر ورا در لحن قول

چون سفالین کوزہا را می خری ۔ امتحانے میکنی اے مشتری

می زنی دستے بر آن کوزہ چرا ۔ تا شناسی از طنین اشکستہ را

۳۰ بانگ اشکستہ وگرگون می بود ۔ بانگ چاؤش است پیشش می رود

بانگ می آید کہ تعریفش کند ۔ ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

اوپر مدعی کاذب سے کہا تھا کہ دیکھ جھوٹے دعوے مت کر اہل اللہ تیرا امتحان کرینگے اور تو رسوا ہوگا اب مدعیان کاذب کے امتحان کا ایک واقعہ اور امتحان کا ایک طریق بیان فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو منافق لوگ مسلمانی کے جھوٹے دعوے کرتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکا امتحان کیا اور حق سُبحانہ نے اونکے امتحان کا ایک قاعدہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا وہ یہ کہ اونکی باتون میں اخلاص نہوگا اور کبھی کبھی ایسی باتیں بھی اونکی زبان سے نکل جائیں گی جو اونکے دعوے کے منافی ہونگی کیونکہ حق سُبحانہ فرماتے ہیں۔

ولتعرفنھم فی لحن القول یعنی اگر منافق بڑے سے بڑا اور شیریں کلام اور باہیبت و رعب بھی ہوگا تب بھی تم اوسکو ب و لہجہ اور گفتار سے معلوم کروگے کیونکہ اوسکی باتیں دلنشین نہ ہونگی۔

اور کبھی ایسی باتین بھی زبان سے نکل جائیں گی جو اوسکے دعوے کے خلاف ہونگی جیسے لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل وغیرہ جیسے یہ معلوم ہوگیا کہ اہل اللہ امتحان کرتے ہیں۔ اور اونکے امتحان کے لئے بہت طریقے ہیں منجملہ اونکے ایک آواز بھی ہے تو اب سمجھو کہ اس امتحان کی ضرورت ہے اور آواز سے امتحان ہو سکتا ہے دیکھو جب تم مٹی کے برتن خریدتے ہو تو پہلے اونکا امتحان کرتے ہو اور امتحان کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیوں محض اسلئے کہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو پس جبکہ مٹی کے برتن کے لئے امتحان کی ضرورت ہے تو اتنا بڑا دعوے کرنے والے کے لئے امتحان کی ضرورت نہ ہوگی اور جب مٹی کا ٹوٹا ہوا برتن آواز سے پہچانا جا سکتا ہے تو فاسد القلب لوگ آواز سے کیون نہیں پہچانے جا سکتے ضرور پہچانے جا سکتے ہین یا در کھو کہ جس طرح ٹوٹے ہوئے برتن کی آواز اور ہی قسم کی ہوتی ہے یون ہی فاسد القلب لوگونکی گفتار بھی دوسری ہی قسم کی ہوتی ہے جو اہل اللہ کی آواز سے نہیں ملتی۔ آواز بمنزلہ شاہی چوبدار کے ہے جو آگے آگے چلتا ہے پس جسطرح چوبدار بادشاہ کی آمد کو ظاہر کرتا ہے جو ہنوز معلوم نہین ہوتے یون ہی آواز اہل اللہ اونکے قلب مین شہنشاہ حقیقی کی اس آمد کو ظاہر کرتی ہے جو اوسکی شان کے مناسب ہے اور جسطرح فعل باوجود مصدر سے نکلنے کے اوسکی حالت یعنی قابل تغیر و اصلاح ہونے کو ظاہر کرتا ہے یون ہی لوگونکی آواز باوجود اسکے اونسے صادر ہونے کے اونکی لایق تغیر حالت باطنی کو ظاہر کرتی ہے۔

آیت وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ کی تفسیر جو کہ منافقونکے بارہ میں ہے

گفت یزدان مر نبی را در مساق — یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

یعنی حق تعالے نے قرآن مجید مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بہت سہل نشانی اہل نفاق

کی یہ بتائی ہے کہ۔

گر منافق رفت باشد نغز وہول در شناسی مرد را در لحن قول

یعنی اگرچہ منافق بہت ڈیل اور خوب موٹا ہو (مگر) آپ اوسکی بات کے لہجہ سے معلوم کرینگے (کہ یہ منافق ہے) اسلئے کہ خلوص اور مکر تو بات کے لہجہ سے معلوم ہوجاتا ہے آگے اس آواز سے معلوم کرینے کی ایک بڑے غضب کی مثال دیتے ہین کہ۔

چون سفالین کوزہا رامی خری امتحانے میکنی اے مشتری

یعنی جب مٹی کے برتن خریدتے ہو تو اے خریدار تم اوسکا امتحان (اسطرح) کیا کرتے ہو کہ۔

میزنی دستے بران کوزہ چرا تا شناسی از طنین اشکستہ را

یعنی تم اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیونکہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو۔

۳۲

بانگ اشکستہ دگرگون می بود بانگ چاوش است پیشش میرود

یعنی ٹوٹے ہوئے کی آواز ہی اور طرح کی ہوتی ہے اور آواز ایک نقیب ہے کہ جو اوسکے آگے جارہا ہے (اور پکار رہا ہے کہ بچ جاؤ یہ شخص فلان آتا ہے تو اوسکی بُرائی بھلائی معلوم ہوجاتی ہی

بانگ می آید کہ تعریفش کند ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

یعنی آواز آتی ہے تاکہ اوسکی تعریف کردے مثل مصدر کے کہ فعل اوسکی تصریف کرتا ہے۔
مطلب یہ کہ آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے جیسے کہ یہ مصدر کہ اصل ہے اشتقاق مین اور مبدا وہی ہے مگر فعل جو کہ تابع ہے اوسکی تعریف کرتا ہے مصدر اعلال مین اوسکے تابع ہوتا ہے تو دیکھو باوجودیکہ وہ تابع ہی مگر اعلال مین اوسکا معرف ہے اسی طرح اگرچہ آواز تابع ہے مگر اوسکی حالت کے بیان کیلئے ایسکی ضرورت ہی اور یہ آواز ہی اوسکی حالت کو بیان کرتی ہی

(باقی آئندہ)

قلت وبدلالة الحديث الثاني على فضل اهل الارشاد ظاهر وعين استنباطه من الحديث الاول ايضا لانه لما جعل مدار الفضل مطلق العقل والتجربة فالذي يتعلق بالدين بالاولى وكونه في اهل الارشاد مشاهد فهم احق بهذا الفضل -

الحديث اذا تقرب الناس بانواع البر فتقرب انت بعقلك ابو نعيم في الحلية من حديث علي اذا اكتسب الناس من انواع البر ليتقربوا بها الى ربنا عزوجل فاكتسب انت من انواع العقل تسبقهم بالزلفة والقربة واسناده ضعيف قلت اورده المولوي الرومي في مثنويه وشرحه احسن شرح كما هو دابه رحمه الله تعالى وفيه اثبات لفضل المعارف الدينية واهلها وظاهر ان اعظم مصداقه عقل العرفاء

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت پر ظاہر ہی ہے اور بعد تامل اس کا استنباط حدیث اول سے بھی اس طرح ممکن ہے کہ جب ان بڑے شخص کی افضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو ٹھیرایا گیا تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدرجہ اولےٰ مدار فضیلت ہوگا اور ایسے عقل و تجربہ کا مرشدین میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت کے زیادہ مستحق ہونگے۔

حدیث - جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب حاصل کرو اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علیؓ کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ نیکی کے انواع کا اکتساب کریں تم عقل کے انواع کا اکتساب کرو۔ تم اُن سب سے نزدیکی اور قرب میں بڑھ جاؤ گے اور اس کی اسناد ضعیف ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومی رحمۃ اللہ نے مثنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے علماء کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس عقل مذکور فی الحدیث کا سب سے بڑا مصداق عارفین

۱۲۳

تفضیل المعرفة والعارفین
تفضیل معرفت و عارفین

اهل الطريق الذى يصلون به ويوصلون به الى المحبوب الحقيقى ومن ثم قالوا ركعتا العارف افضل من الف ركعة غير العارف -

اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود پہونچتے اور دوسروں کو پہونچاتے ہیں اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

الحديث ان للقرآن ظاهرا وباطنا الحديث ابن حبان فى صحيحه من حديث ابن مسعود بنحوه وتمامه وحدا ومطلعا دل على كون بعض الاسرار فى القرآن بحيث لا يصل اليه افهام العوام والخواص كالعوام ومع فليس لاهل الظاهر النكير على اهل الباطن فى مثل تلك العلوم اذا لم ينفعها الدليل القاطع

حدیث۔ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ نیز قرآن (کے ظاہر و باطن) کی ایک حد بھی ہے (کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا ادراک ختم ہو جاتا ہے)۔ اور ایک طریق اطلاع بھی ہے (کہ اس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے ادراک کا طریق لغات و عربیۃ و اسباب نزول وغیرہا کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطون) **ف** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کالعوام کے افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں نکیر (اعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

کون بعض معانی القرآن مخفیا عن اهل الظاهر

قرآن کے بعض معانی کا اہل ظاہر سے مخفی ہونا

من اللغة
او الشرع
الحدیث لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک مسلم
من حدیث عائشة انها سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ذلک فی سجودہ اہ دل الحدیث
علی امرین احدهما کون الحق سبحانہ
وتعالی غیر مدرک بالکنہ لسید
العالمین والعالمین فکیف لغیرہ من
العالمین والعالمین فان الاحصاء
بالشئ هو ادراکہ بالکنہ فانتفاء
الاحصاء انتفاء للادراک بالکنہ و
الثانی کون علمہ صلی اللہ علیہ وسلم
غیر محیط بالواقعیات فان کمالاتہ
تعالی من الواقعیات وقد جعل صلی اللہ
علیہ وسلم علمہ غیر محیط بہ هذا
الحدیث ان للہ
سبعین حجابا من نور
لو کشفها لاحرقت
سبحات وجهہ

لغوی یا شرعی اُن علوم کی نفی نہ کرتی ہو ورنہ
انکار واجب ہے)۔
حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میں آپ کی ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا
آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود ثنا
فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رض کی روایت
سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا **ف** حدیث
دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک
بالکنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں
ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا
احاطہ یہ ہے کہ اُس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ
کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا
امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات
کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے کمالات واقعیات
میں سے ہیں اور آپ نے اپنے علم کو اُن کے لئے اُسکو
غیر محیط فرمایا ہے۔
حدیث حق تعالیٰ کے (سامنے) ستر حجاب ہیں
نور کے اگر وہ ان کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے
انوار تمام اُن چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو اُن کی
بصر ادراک کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اُن کے

رویت حق کا ممتنع ہونا دنیا میں اور ادراک بالکنہ کا آخرت میں بھی

امتناع رویۃ الحق فی الکمال وادراک الکنہ فی الدار

ما ادرکه بصره ابو الشیخ ابن حبان فی کتاب العظمة من حدیث ابی هریرة بین الله وبین الملائکة الذین حول العرش سبعون حجابا من نور واسناده ضعیف وفیه ایضا من حدیث انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبریل هل تری ربك قال ان بینی وبینه سبعین حجابا من نور وظلمة وفی الاکبر للطبرانی من حدیث سهل بن سعد دون الله تعالی الف حجاب من نور وظلمة ولمسلم من حدیث ابی موسی حجابه النور لو کشفه لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه ولابن ماجه ادرکه بصره قلت ولمسلم فی روایة النار

ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں) روایت کیا اسکو ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہ رضؓ کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور اُن ملائکہ کے درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور اسی کتاب میں حضرت انس رضؓ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو انہوں نے کہا کہ میرے اور اُن کے درمیان میں ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالےٰ کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم میں ابوموسےٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب نور ہے اگر وہ اُن کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے انوار تمام اُن مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک اُنکی بصر پہونچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اُن کی بصر کی رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تہا) میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں بجائے النور کے النار ہے

تمہید شریف الدرایات یعنی حواشی امیر الروایات فی حبیب الحکایات

بعد الحمد والصلوۃ یہ احقر بخدمت شائقین و محبین تذکرہ بزرگان سلسلہ ولی اللہیہ عرض رسا ہے کہ اپنی سب جماعت کو معلوم ہے کہ جناب امیر شاہ خانصاحب متوطن خورجہ و مقیم میٹھ و ضلع علیگڈھ مرحوم و مغفور کو خدا تعالے نے اس موضوع کے متعلق چند نعمتون کا جامع بنایا تھا۔ اپنے سلسلہ کے متعدد اکابر کی خدمت و صحبت ملی۔ ان سب حضرات کی نظر مین مقبولیت و محبوبیت تھی۔ اون حضرات کے اقوال و افعال سے استفادہ کا اہتمام تھا۔ اون فوائد کے تبلیغ کا شوق و رغبت تھی۔ قوت حافظہ و احتیاط فی الروایۃ والتزام سند چنانچہ اون مرحوم و مغفور کا کوئی جلسہ اس تذکرہ سے کم خالی ہوتا ہوگا۔ احقر کو ان روایات کا نافع ہونا دیکھکر بارہا قلب مین تقاضا ہوا کہ اگر یہ جمع ہو جاوین تو اہل دین کو عموماً اور اپنے سلسلہ والون کو خصوصاً بیحد نفع ہو مگر اسکی کوئی صورت نہ بنتی تھی اتفاق سے میرے خالص و مخلص دوست مولوی حبیب احمد صاحب کرانوی کو مدرسہ میٹھ کی مدرسی کے ذریعے خانصاحب مرحوم کے ساتھ یکجائی کا موقع ملا اس موقع کو احقر نے غنیمت سمجھکر مولوی صاحب موصوف سے اس جمع کی درخواست کی اور خدا تعالی انکو جزائے خیر دے کہ اونہون نے اسکو منظور کیا گو بوجہ زیادہ وقت نہ مل سکنے کے زیادہ ذخیرہ جمع نہین ہو سکا مگر جتنا بھی ہو سکا بقول حضرت رومیؒ ؎

آب جیحون را اگر نتوان کشید ✤ ہم ز قدر تشنگی نتوان برید

اوسی کو مغتنم سمجھا گیا پھر خانصاحب مرحوم کے وفات ہوجانے سے اور اسلئے اضافہ کی امید قطع ہوجانے سے اس رسالہ کو ختم سمجھکر یہ جی چاہا کہ اگر اسکی اشاعت کی کوئی صورت ہوجاوے تو اسکے ضروری ضروری مقامات پر کچھ حواشی لکھدیئے جاوین چنانچہ بفضلہ تعالے اب اسکا وقت بھی آگیا سو وہ رسالہ مع حواشی حاضر ہے میں نے رسالہ کا نام برعایت اسماء راوی و مروی عنہ **امیر الروایات فی حبیب الحکایات** اور حواشی کا نام برعایت اپنے نام کے مادہ کے اور اون دونون نامون کے وزن کے شریف الدرایات رکھدیا اللہ تعالی اسکو نافع فرماوے۔ والسلام۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ وسط ۱۳۴۳ھ

تمہید رسالہ امیر الروایات فی جیب الحکایات بصورت خط از مولوی

حبیب احمد صاحب مؤلف رسالہ بنام احقر اشرفعلی

مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم۔ جناب خانصاحب سے معلوم ہوا کہ جناب سامی کا خیال تھا۔ کہ جناب خانصاحب کو جو اپنے بزرگون کے واقعات و ملفوظات وغیرہ یاد ہین وہ اگر جمع ہو جائین۔ تو اچھا ہے۔ بنا برین احقر نے ارادہ کیا ہے کہ جو جو باتیں جناب قبلہ خانصاحب سے سنون انکو متفرق طور پر قلمبند کر کے خدمت سامی مین ارسال کرتا رہون مجتمع ہو جانے کے بعد پھر ترتیب مناسب سے انکو مرتب کر لیا جاوے و باللہ التوفیق۔

حاشیہ مسمی بہ شریف الدرایات (نوٹ) سہولت کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ بدون اسکے کہ ترتیب مین کوئی تصرف کیا جاوے ہر حکایت کے بعد اوسکے نمبر کا حوالہ دیکر حاشیہ متن ہی میں لکھا جاوے گا اور اوسکے شروع مین لفظ حاشیہ (جس سے مراد یہی حاشیہ شریف الدرایات ہوگا) اور اسکے ختم پر لفظ شت جو رمز ہے حاشیہ کے نام کا لکھا جاویگا و باللہ التوفیق۔ ۲

ملفوظات جناب خانصاحب قبلہ بصورت حکایات

(۱) خانصاحب نے فرمایا کہ مجھ سے حافظ عطاء اللہ صاحب مرحوم کرانوی بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مین حضرت گنگوہی قدس سرہ کے یہان حاضر تھا۔ اور جناب مولوی اشرف علی صاحب بھی اس زمانہ مین گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا کا ایک مقام پر وعظ ہو رہا تھا مگر مجھے اس کا علم نہ ہوا تھا اس لئے مین اوس میں شریک نہ ہوا تھا اور حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت مین بیٹھا رہا تھا اور آپ (یعنی خانصاحب) بھی حضرت کی خدمت مین موجود تھے اسپر حضرت قدس سرہ نے حاضرین سے غصہ ہو کر فرمایا کہ یہاں کیون بیٹھے ہو ایک عالم ربانی وعظ کہہ رہا ہے اوسکے وعظ مین جاؤ میرے پاس کیا رکھا ہے۔

حاشیہ حکایت (۱) قولہ عالم ربانی اقول ؎ ادائے حق محبت عنایتیست ز دوست +

وگرنہ عاشق مسکین بہیچ خورسندست (تشت)

(۲) خانصاحب قبلہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مین حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر تھا اور جناب مولوی اشرف علی صاحب بھی گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے صبح کی نماز کے بعد مولوی اشرفعلی صاحب حضرت گنگوہی قدس سرہ سے کچھ پوچھتے ہوئے حضرت کے ساتھ حجرہ تک تشریف لے گئے اور سہ دری پر پہونچکر دونون حضرت کھڑے ہوگئے اور کچھ دیر تک کھڑے کھڑے گفتگو ہوتی رہی مولوی اشرف علی صاحب اس روز رخصت ہونے والے تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولانا سے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ سے مولود وغیرہ کے باب مین مکاتبت ہوئی تھی۔ اور مجھے حضرت مولانا سے اونکے مسلک سابق کی وجہ سے عقیدت نہ تھی جبکہ مین نے حضرت گنگوہی قدس سرہ کا حضرت مولانا کے ساتھ اس خصوصیت کا برتاؤ دیکھا تو مین نے حضرت قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ کیا مولوی اشرف علی صاحب اچھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ ہان اچھے ہوگئے۔ مین نے پھر پوچھا کہ کیا بالکل اچھے ہوگئے آپ نے تیز لہجہ مین فرمایا کہ بالکل اچھے ہوگئے۔

حاشیہ حکایت (۲) قولہ مکاتبت ہوئی تھی **اقول** یہ مکاتبت تذکرۃ الرشید مین شائع ہوئی ہے اور مین نے اب اوسکا نام ضیاء الافہام من علوم بعض الاعلام رکھدیا ہے تاکہ اگر کوئی استقلالاً شائع کرے تو اس عنوان سے پتہ دینے میں سہولت ہو ملخص اوس مکاتبت کا یہ ہے کہ احقر خاص اعمال کی ذات پر نظر کرکے بقید خلو عن المنکرات مباح کہتا تہا اور حضرت رح اونکے مفاسد کی بنا پر (جو عادۃً کا اللازم ہوگئے ہیں) باوجو خلو عن المنکرات کے بوجہ افضاء الی المفاسد کے منع فرماتے تھے اور اصول فقہیہ سے اسی کی ترجیح ثابت ہے اسلئے احقر نے اپنے دعوی سے رجوع کرلیا رسالہ یادیاران مین اسکی تقریر قدرے مفصل ہے (تشت)

(۳) خانصاحب قبلہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہی قدس سرہ دیوبند سے واپسی مین سہارنپور سے رامپور تشریف لیجارہے تھے (اور غالبًا یہ وہ واقعہ تھا جسکے بعد حضرت پھر دیوبند نہین تشریف لیجاسکے) اگلی گاڑی مین حضرت مولانا اور حکیم ضیاء الدین صاحب تھے۔ اور پچھلی گاڑی مین مین اور مولوی مسعود احمد صاحب۔ حضرت نے گاڑی کے پیچھے کا پردہ اٹھاکر مجھ سے باتین کرنی چاہین مگرچونکہ گاڑیون میں بیٹھے ہوئے بات چیت مشکل تھی اسلئے مین اپنی

گاڑی سے اُتر کر اور حضرت کی گاڑی کا ڈنڈا پکڑ کر ساتھ ساتھ ہو لیا۔ حضرت نے فرمایا میاں امیر شاہ خان ابتدا سے اور اسوقت تک جسقدر ضرر دین کو صوفیہ سے پہونچا ہے اتنا کسی اور فرقہ سے نہیں پہونچا۔ ان سے روایت کے ذریعہ سے بھی دین کو ضرر ہوا اور عقائد کے لحاظ سے بھی اور اعمال کے لحاظ سے بھی اور خیالات کے لحاظ سے بھی اوسکے بعد اسکی قدرے تفصیل فرمائی اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت روحانی کی یہ حالت تھی کہ بڑے سے بڑے کافر کو لا الہ الا اللہ کہتے ہی مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا تھا جسکی ایک نظیر یہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پاخانہ پیشاب وغیرہ کیسے کریں اور حق تعالےٰ کے سامنے ننگے کیونکر ہوں یہ انتہا ہے اور انکو مجاہدات وریاضات کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور یہ قوت بفیض نبوی صحابہ مین تھی مگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کم اور تابعین مین بھی تھی مگر صحابہ سے کم لیکن تبع تابعین مین یہ قوت بہت ہی کم ہو گئی اور اس کمی کی تلافی کے لیے بزرگون نے مجاہدات اور ریاضات ایجاد کیے یہ مجاہدات وریاضات ایک زمانہ تک تو محض وسائل غیر مقصودہ کے درجہ مین رہے مگر جون جون خیر القرون کو بعد ہوتا گیا ان مین مقصودیت کی شان پیدا ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً ان میں اضافہ بھی ہوتا رہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دین مین بعید بدعات علمی و عملی واعتقادی داخل ہو گئین محققین صوفیہ نے ان خرابیون کی اصلاحیں بھی کین مگر اس کا نتیجہ صرف اتنا ہوا کہ ان بدعات مین کچھ کمی ہو گئی لیکن بالکل ازالہ نہ ہوا حضرت نے مصلحین مین شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور مجدد الف ثانی اور سید صاحب قدست اسرارہم کا نام خصوصیت سے لیا۔ اور فرمایا کہ ان حضرات نے بہت اصلاحیں کی ہین۔ مگر خاطر خواہ فائدہ نہین ہوا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ان حضرات پر طریق سنت منکشف فرمایا تہا اور الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے مجہپر بھی وہی طریق منکشف فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ طریق سنت مین یہ بڑی برکت ہے کہ شیطان کو اس مین رہزنی کا موقعہ بہت کم ملتا ہے۔ چنانچہ ایک کہلی ہوئی بات یہ ہے کہ جن امور کا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہتمام فرمایا ہے۔ جیسے نماز باجماعت وغیرہ اگر کوئی سختی کے ساتھ انکی پابندی کرے اور فرائض وواجبات وسنن موکدہ کا پورا اہتمام کرے۔ تو نہ خود اوسکو وسوسہ ہوتا ہے کہ مین کامل اور بزرگ ہو گیا۔

۴

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

۵ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ سے آخر رمضان المبارک تک مندرجہ ذیل کتب رعایتی قیمت سے دیجاوینگی

(نوٹ:۔ بعض کتب تعداد مین کم ہین بہت ممکن ہے کہ درمیان مین ختم ہو جاوین لہذا کارخانہ ذمہ وار نہین)

تصانیف حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
التکشف عہ	للعہ	سے	حقوق الاسلام	ار	۰ر
اصلاح الرسوم	۶ر	۵ر	حق سماع	۲ر	ار
الابتصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر	حقوق العلم	۵ر	۳ر
الانتباہات المفیدہ	۱۲ر	۱۰ر	الخطاب الملیح	۲ر	ار
اخبار الزلزلہ	ار	شر	شوق وطن	۴ر	۳ر
اخبار بنی	ار	شر	شجرہ طیبہ	۰ار	ار
اصلاح الخیال	۰۳ر	۲ر	طریقہ مولد شریف	۰ار	ار
اوراد رحمانی	۰۲ر	۲ر	فروع الایمان	۰۳ر	۰۲ر
اغلاط العوام	۲ر	ار	فتاوی اشرفیہ اول	۴ر	۳ر
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصص	۵ر	۰۳ر	〃 دوم	۶ر	۰۴ر
آداب المعاشرت	۰۲ر	۰ار	قصد السبیل	۰۲ر	۰ار
بہشتی زیور دس حصص	۶ر	عہ ۱۲ر	القول الصواب	۲ر	۰ار
بہشتی گوہر	۱۰ر	۶ر	مناجات مقبول	۸ر	۶ر
تعلیم الدین	۸ر	۶ر	مجموعہ رسائل مفیدہ	۲ر	ار
الترتیب اللطیف	۵ر	۳ر	دعوات عبدیت اول	۴ر	۳ر
تجوید القرآن	۰ار	ار	مواعظ اشرفیہ	۰ار	ار
تحقیق تعلیم انگریزی	۴ر	۳ر	روح الارواح	۴ر	۰ار
جمال القرآن	۰۲ر	۰ار	دعوۃ الی اللہ	۴ر	۲ر
حفظ الایمان معہ بسط البنان تغیر العنوان	۰ار	ار			

تمام فرمائشین بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی آنی چاہئین

التکشف عن مہمات التصوّف

تصوف کی حقیقت مین نہایت ضروری کتاب۔ جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ مین داخل ہوکر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی۔ فریمسن یعنی فریمسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم مخص الانوار والتجلی اسمین تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب ورسہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما تیعلق بالروح روح کے متعلق علمائے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہین اوران میں جو مذاہب باطل ہین ان کی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس رُوح کو ہوتا ہے اور یہ کہ رُوح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے۔

جلد سوم اس کے دو جز وہین اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اسمین کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابوالوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرماکر جمع فرمایا ہے۔ **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رح کے دیوان (حافظ) کی ردیف خارتک کی شرح ہے جسمین سلوک والتصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شروح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اس کو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے۔ **جلد پنجم** اسکے تین جز وہین اول جز وحقیقۃ الطریقۃ ہے اس مین تیرہ باب ہین جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہین۔ اخلاق۔ احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح۔ متفرقات۔ ان ابواب کے مضامین کو تین سو میں احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہوجاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے۔ حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔ دوسرا جز واس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جز واس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے۔ اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہوسکتی۔ ضخامت ۵۲۰ صفحات۔ تقطیع ۲۲/۲۹ کاغذ سفید قیمت للعہ رعایتی سعہ

بیان الامراء ترجمۂ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولٰنا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

الحمد للہ کہ جس کتاب کی طرف بہت سے حضرات کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اس کے مطالعہ کے بیحد مشتاق تھے۔ کہ وہ چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجائیگا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیئے ہیں یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے اور اسکے مفصل بیان کی فہرست درج ذیل ہے۔ یہ کتاب پانچسو سے زائد صفحات پر ختم ہوئی ہے۔

جسکی فہرست مضامین درج ذیل ہے

حضور اکرم صلعم کا صراحتًا وعلانیۃً خلیفہ نہ بنانا اور اس کا راز۔ قریشیت کی شرط پر بحث۔ خلافت ۳۰ سالہ کی مراد۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی امیہ۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی عباس۔ چادر مبارکہ کا بیان جو آخر وقت تک خلفاء تک رہی۔ کن خلفاء نے ترک سلطنت کی۔

احوال حضرت ابوبکرؓ آپ کا اسم ولقب۔ آپ کا مولد ومنشاء۔ آپ کا حلیہ مبارک۔ آپ کا اسلام لانا۔ صحبت وحضوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی شجاعت۔ آپ کا مال تصدق کرنا آپ کا علم۔ آپ صحابہ کرام میں سب سے افضل تھے۔ آیات قرآنی واحادیث جو آپ کی مدح یا آپکی شان میں نازل ہوئیں۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے کلام آپکی شان مین۔ احادیث وآیات وکلمات ائمہ جن سے آپکی خلافت کا منشاء نکلتا ہے۔ آپ کی بیعت۔ زمانہ خلافت کے واقعات۔ یعنی جیش اسامہ۔ مرتدین سے اور زکوٰۃ ادا نکرنیوالوں نیز مسیلمہ کذاب سے جنگ۔ اور قرآن مجید فرقان حمید کے جمع کرنیکا ذکر۔ آپ کے اولیات آپ کا حلم وتواضع۔ آپکی بیماری اور وفات اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنا خلیفہ بنانا۔ احادیث صحیحہ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہیں۔ تفسیر قرآن مجید۔ آپکے اقوال اور آپ کے فیصلے خطبے اور دعائیں۔ آپکے

وہ کلمات جن سے شدت خوف الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کی تعبیریں۔

احوال حضرت عمرؓ۔ آپ کا اسلام لانا۔ آپکی ہجرت۔ احادیث جو آپکی فضیلت مین وارد ہیں۔ آپ کی نسبت صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال۔ جن باتون مین کلام خدا نے آپکی رائے سے اتفاق کیا ہے آپ کے خصائل۔ آپ کا حلیہ۔ آپ کی خلافت۔ اولیات۔ آپکے بعض اخبار وقضایا۔

احوال حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپکی خلافت آپ کے اولیات۔ ذکر بغاوت وشہادت وغیرہ۔

احوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ احادیث جو آپکی فضیلت مین وارد ہیں۔ آپ کی خلافت۔ آپکے اخبار وقضایا وکلمات۔ آپ کی تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے کلماتِ حکمت۔ آپکی شہادت وغیرہ۔

احوال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپکی خلافت اور حضرت معاویہؓ سے بعیت کر لینا۔

احوال حضرت معاویہؓ۔ مختصر حالات زمانہ خلافت امیر معاویہؓ۔ حالات یزید بن معاویہ۔ مع واقعات ظلم مثلاً شہادت اہل بیت وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ معاویہ بن یزید۔ عبد اللہ بن زبیر۔ عبد الملک بن مروان ولید بن عبد الملک۔ سلیمان بن عبد الملک۔

احوال عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حالات عدل وانصاف۔ مرض وفات وغیرہ۔ یزید بن عبد الملک بن مروان۔ ہشام بن عبد الملک۔ ولید بن یزید۔ یزید ناقص ابو خالد بن ولید۔ ابراہیم بن ولید بن عبد الملک مروان بن الحمار۔ احوال سفاح خلیفہ اول بنی عباس۔ منصور ابو جعفر عبد اللہ۔ مہدی ابو عبد اللہ محمد بن منصور ہادی ابو محمد موسےٰ مہدی۔

احوال ہارون الرشید۔ امین محمد ابو عبد اللہ۔ مامون عبد اللہ ابو العباس معتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن الرشید۔ واثق باللہ ہارون۔ متوکل علی اللہ جعفر۔ منتصر باللہ محمد ابو جعفر۔ مستعین باللہ ابو العباس معتز باللہ محمد مہتدی باللہ۔ معتمد علی اللہ ابو العباس معتضد باللہ احمد۔ مکتفی باللہ ابو محمد۔ مقتدر باللہ ابو الفضل۔ قاہر باللہ ابو منصور۔ راضی باللہ ابو العباس متقی باللہ ابو اسحاق۔ مکتفی باللہ ابو القاسم۔ طائع اللہ ابو بکر۔ قادر باللہ ابو العباس۔ قایم بامر اللہ ابو جعفر مقتدی بامر اللہ ابو القاسم مستظہر باللہ ابو العباس مسترشد باللہ ابو منصور۔ راشد باللہ ابو جعفر۔ مقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ مستنجد باللہ ابو المظفر۔ مستضئ بامر اللہ الحسن۔ ناصر الدین اللہ احمد۔ ظاہر بامر اللہ ابو نصر۔ مستنصر باللہ ابو جعفر۔ معتصم باللہ ابو احمد مستنصر باللہ احمد۔ حاکم بامر اللہ ابو العباس مستکفی باللہ ابو الربیع۔ واثق باللہ ابراہیم۔ حاکم بامر اللہ ابو العباس معتضد باللہ ابو الفتح متوکل علی اللہ ابو عبد اللہ۔ واثق باللہ عمر۔ معتصم باللہ زکریا۔ مستعین باللہ ابو الفضل۔ معتضد باللہ ابو الفتح۔ مستکفی باللہ ابو الربیع۔ قایم بامر اللہ ابو البقا۔ مستنجد باللہ خلیفہ العصر ابو المحاسن۔ متوکل علی اللہ ابو العز وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

جملہ فرمایشین بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی آنی چاہئین

تقریظ امام المتکلمین رئیس المحدثین حضرت مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب ناظم و سرپرست مدرسہ

مظاہر علوم متعنا اللہ بطول بقائہ

یہ رسالہ دہلی سے باہتمام شیخ محمد عثمان خانصاحب ماہانہ شائع ہوتا ہے اس رسالہ مین تمام مضامین دینی اصلاح کے متعلق ہوتے ہیں اسکو سیاسات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس مین حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی اشرف علی صاحب کے مضامین مختلفہ ہوتے ہین جنکی تعریف و توصیف کی ضرورت ہی نہیں اہل اسلام کیلئے اس قسم کے مضامین نہایت نافع ہوتے ہیں اُمید کہ دینی تحقیقات کے قدردان اسکی طرف رغبت فرماوینگے اور اسکو بدل وجان خریدینگے فقط۔

خلیل احمد ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

۸ رجب ۱۳۴۳ھ